مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

بیاد: شیخ المشائخ حضرت علامہ السید الشاہ احمد حسینی صوفی اشرفی

حجۃ الاسلام نمبر

ماہنامہ سنی آواز ناگپور

چیف ایڈیٹر

مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

Regd.No.144/w.s/997/88.
May. 2014. Rs.25/-

Hujjatul Islam Baname

Monthly **SUNNI AWAZ** *Mohalla Ganja Khet, Old Bhandara Road, Nagpur - 440 018. Contact no.09561080392*

Advertisement Detail

Full Page:.................................. 12000
Half page:.................................. 7000
Quater Page:.............................. 4000
Quater Half:............................... 2500

Visit on:- www.sunniawaz.com
mail@sunniawaz.com

پندرھویں صدی میں افتراق بین المسلمین

(۱)۔لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نمازوں کا مسئلہ۔۔۔سرکار مفتی اعظم ہند اور اکابر و اسلاف کے فتوؤں کی مخالفت۔
(۲)۔ ہاتصاوری سی۔ ڈی کا مسئلہ۔۔۔۔اکابر اہلسنت کے فتوؤں کی مخالفت۔
(۳)۔رویت ہلال کا مسئلہ۔۔۔امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ کے فتوی کی مخالفت۔
(۴)۔ٹائی کا مسئلہ۔۔۔حضور مفتی اعظم ہند اور اکابر اہلسنت کے فتوؤں کی مخالفت۔
(۵)۔چلتی ٹرین پر نماز کا مسئلہ۔۔۔مذکورہ تمام مسائل میں دیو بندیوں کی روش اختیار کر کے اہلسنت و جماعت کے مابین اختلاف پیدا کرنے والے مفتی نظام الدین صاحب اور انکے ہمنواؤں پر جنہوں نے انکی اتباع کر کے مسائل اہلسنت سے انحراف کیے ہیں۔ان سب پر توبہ و رجوع الی الحق لازم ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مئی/جون ۲۰۱۴

جلد نمبر: ۲۹ شمارہ: ۶/۵

مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

ماہنامہ حجۃ الاسلام بنام

سنی آواز ناگپور

پرنٹر، پبلیشر، پروپائیٹر، مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، نے شمسیہ پرنٹنگ پریس، گانجہ کھیت ناگپور سے چھپوا کر دفتر ''ماہنامہ سنی آواز'' محلّہ گانجہ کھیت ناگپور، سے شائع کیا۔

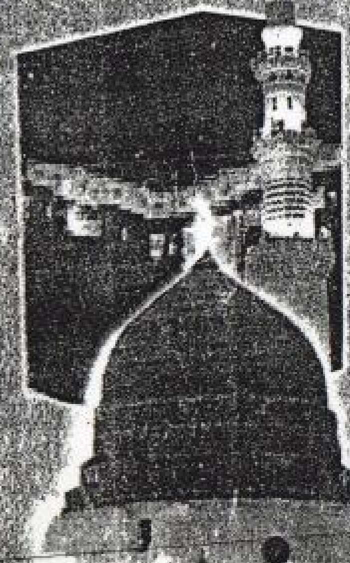
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

مشمولات

شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	اعلیٰ حضرت امام بریلوی اور اردو ادب	اداریہ	۳
۲	نھج الاخیار فی فضل العُلماء والسّادات الاطہار	حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۹
۳	الصواعق القادریہ علی المتاهات التطهیریه	مفتی عبدالرحمٰن قادری صاحب	۱۹
۴	دورِ حاضر کا فتنۂ اکبر یعنی ندوی یٰسین اختر	سید محمد ہاشمی صاحب رضوی، ممبئ	۳۳
۵	اسلاف کی پیروی ہر مسلمان کیلئے ضروری	محمد کفیل رضوی، صاحب رائچور	۳۷
۶	دینی سیمینار، انجمن جامعہ حبیبیہ، الہ آباد	رپورٹ	۳۸
۷	استفتاء	ادارہ	۴۵

رسائل عطاریہ

احکامِ غسل، وضو اور نماز



مؤلف :
امیرِ اہلسنت ابو بلال
حضرت علامہ مولانا
محمد الیاس عطار
قادری رضوی مدظلہ العالی

مکتبۃ المدینہ
421 مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی-6 فون: 011-23284560
www.dawatislami.net Email : maktabadelhi@yahoo.co.in

(۱۱) اُلٹے ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا (۱۲) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۳) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا (۱۴) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۱۵) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اگر کچھ سوکھا رہ گیا تو وضو ہی نہ ہوگا۔ وضو کی ہر سنت کا ترک مکروہ ہے اسی طرح ہر مکروہ کا ترک سنت۔

چالیس متفرق مدنی پھول (۱) پیشاب، پاخانہ، ودی، مذی، منی، کیڑا یا پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں تو وضو جاتا رہیگا

(۲) مرد یا عورت کے پیچھے سے معمولی سی ہوا بھی خارج ہوئی وضو ٹوٹ گیا

(۳) مرد یا عورت کے آگے سے ہوا خارج ہوئی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۴) خون، پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس کے بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس جگہ کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو جاتا رہا (۵) اگر چکا یا ابھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھر یا چمک جاتا ہے یا خلال کیا یا مسواک کی یا اُنگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز مثلاً سیب وغیرہ کاٹا اس پر خون کا اثر ظاہر ہوا یا ناک میں اُنگلی ڈالی اُس پر خون کی سرخی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا وضو نہیں ٹوٹا (۶) اگر بہا مگر بہ کر ایسی جگہ نہیں آیا جس کا غسل یا وضو میں دھونا فرض ہو مثلاً آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر اندر ہی پھیل گیا باہر نہیں نکلا یا پیپ کان کے سوراخوں کے اندر ہی رہا باہر نہ نکلا تو ان صورتوں میں وضو نہ ٹوٹا (۷) زخم بے شک بڑا ہے رطوبت چمک رہی ہے

اعلیٰ حضرت امام بریلوی اور اردو ادب

ازقلم: سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، چیف ایڈیٹر ماہنامہ (سنی آواز) ناگپور

ہم اس عنوان کے ذریعہ ماہرین علم وادب کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اندازہ کرلیں کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کا اردو ادب میں کیا مقام ہے، اس لئے کہ بعض ماہرین کہلانے والوں نے اعلیٰ حضرت کی زبان دانی پر حملہ کر کے مسلک اہل سنت کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔

جن اردو ادب کے ماہرین نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی نثریات اور منظومات کو دیکھا اور اس کو پرکھا، وہ اعلیٰ حضرت کے ادب پر عبور ومہارت، استادی اور قدرت علی الکلام کا لوہا مانے بغیر نہ رہے، مفہوم ومعنی، منشاومراد کے سمجھنے سمجھانے کا انحصار الفاظ ومحاورات کے صحیح علم اور صحت منداستعمال پر ہی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی ہزاروں صفحات پر مشتمل نثریات جن میں بکثرت فنون اور ہر فن کے سیکڑوں انواع اور ہر نوع کے لئے ہزاروں الفاظ کا برمحل، برجستہ روانی کے ساتھ استعمال، کئی فنون کی اصطلاحات کثیرہ کا ہر موقعہ پر اسکی مناسبت سے صحت کے ساتھ ذکر کرنا، ان فنون کے ماہرین ومتبحرین کو حیرت میں ڈالے ہوئے ہے۔

منظومات پر قدرت کا یہ حال ہے کہ آپ ہزاروں اشعار اپنی اصناف کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے لئے ملک سخن کی شاہی کی تصدیق کر رہے ہیں اور ماہر اساتذۂ ادب آپ کے کلام کا ملک الکلام ہونا تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے امام بریلوی کو کیسا ملکہ عطا فرمایا تھا اور اوقات میں کیسی برکت عطا فرمائی تھی۔ اِس قدر کثیر فنون کی ہزاروں کتابوں کا صحیح صحیح مطالعہ، جن میں اردو، ہندی، فارسی، عربی ادب کی وافر کتابیں بھی داخل ہیں، پھر اس پر ذہن کی رسائی قوت حافظہ، اعلیٰ صحت مند غور وفکر کے ساتھ ہر فن میں قوت وبیان اس قدر محفوظ، مضبوط کہ ہر اعتبار سے کمالیت آپکی زبان وقلم کی مصاحبت وہمراہی میں سرگرم نظر آتی ہے۔ بعض معترض ماہرینِ علم وادب کہلانے والوں نے جو اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کا قول استاذ ذوقؔ کے بارے میں نقل کیا ہے اس کو وہ جوش مخالفت میں کچھ بھی نہ سمجھ سکے۔ اس پر ہماری یہ بات چیت ملاحظہ کیجئے۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت کو ان معترضین نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

> الجواب:۔ صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی مستعمل ہیں۔ ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ ذوقؔ مرحوم اردو زبان کے مسلّم اساتذہ سے تھے۔'' (منقول از فتاویٰ رضویہ)

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے عربی زبان کے الفاظ کو اردو زبان میں مستعمل ہونے اور ان کے استعمال کرنے پر معانی سمجھنے کے لئے اردو کے مسلّم اساتذہ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جن میں ذوقؔ مرحوم کی مثال ایک مسلّم استاد کی حیثیت سے دی ہے۔ علماء کو یا اصحاب فن کو یہ رائے دینا کسی ایسے شخص کا کام نہیں، جس نے صف اول وصف دوم کے اساتذۂ اردو کے کلام کا گہرائی وگیرائی سے مطالعہ نہ کیا ہو، اور تیسری صف کے اصحاب ادب پر اسکی خاص نظر نہ ہو۔

کوئی شخص اردو کا اوسط درجہ کا بھی ادیب وناقد نہیں بن سکتا، جب تک وہ اساتذہ کے کلام کا سمجھ کر مطالعہ نہ کرے۔ یہاں سطحی طور پر پڑھنا پڑھالینا کام نہ دے گا۔ چہ جائیکہ یہاں ماہر وکامل استاد ادب کی تحقیق کارد کرسکیں، پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ ان محققین اردو کو اپنی پیش کردہ ڈکشنریوں کا بھی سمجھنا نہیں آیا۔ ماہرین ادب میں غالب اپنی انفرادی شان کا اظہار کرنے میں ممتاز تھا، لیکن وہ اپنے کلام کے بارے میں خود کہتا ہے کہ میں الفاظ اور محاورات اس وقت تک استعمال نہیں کرتا جب تک انہیں مسلّم اساتذۂ فن کے کلام میں دیکھ کر سمجھ نہ لوں (عود ہندی)

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ جن پر دین ودنیا کی بہت

بڑی بڑی ذمہ داریاں تھیں اور نظر ونقد کے بغیر ضبط نثریات ومنظومات پر قدرت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ امام بریلوی قدس سرہٗ کو قلیل ترین مدت میں وہ اعلیٰ ممتاز قدرت حاصل ہو جاتی تھی جو دوسروں کو مدت دراز میں بلکہ ساری عمر صرف کرنے کے بعد نصیب نہ ہو سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے کئی زبانوں کے ادب کی مہارت وکاملیت سمیت جو بکثرت علوم وفنون کی جامعیت اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو عطا فرمائی تھی۔ اسکی مثال آپکی صدی آپ سے قبل کی صدی اور ہماری اس پندرھویں صدی میں آج تک نہیں ملتی مفت کا دعویٰ اور ہلدی کی گانٹھ پا کر پنساری بن جانا الگ بات ہے جو قابل اعتناء نہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اساتذۂ اردو کا ذکر کر کے ذوقؔ مرحوم کی جو مثال دی ہے اس میں چند اہم امور موجود ہیں،

ایک یہ کہ ذوقؔ کے مراتب کے اساتذہ کا کلام خصوصی غور وفکر سے دیکھا جائے جو ان کے معاصرین اور ماقبل ومابعد کے اساتذہ کو بھی محیط ہے جبکہ دوسرے اور تیسرے درجہ کے شعراء کے کلام دیکھے بغیر قوت امتیاز پیدا نہ ہوگی۔

دوسرے اردو ادب میں جو الفاظ متروک قرار دیئے گئے ہیں اور نئے الفاظ داخل کئے گئے ہیں ان کے استاد کے لئے ذوقؔ اور ذوق کے مساوی درجات کے اساتذہ کا قول معتبر ہوگا۔

تیسرے عربی اور فارسی اور ہندی وغیرہ کے الفاظ کو جس مفہوم ومعنی کے کلام کو دلیل میں پیش کیا جا سکے۔

چوتھے ذوقؔ کا ذکر کرنے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا وہ دینی تصلب ورہنمائی کارفرما ہے جو مذہب اہل سنت میں محفوظ ہے، ذوقؔ مذہباً سنی تھے، اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ اساتذہ کے کلام کے ساتھ ان کی تاریخ اور مذہب پر گہرائی سے نظر رکھتے تھے، جس کی ایک ذمہ دار عالم کے لئے سخت ضرورت ہوتی ہے کئی الفاظ مختلف مذاہب کی ترجمانی کرتے ہیں، جن سے دین اور مسلمانوں کو بچانا فرض ہوتا ہے ۔حضرت صدر الشریعہ علامہ الشاہ مفتی محمد امجد علی صاحب مصنف ''بہار شریعت'' رحمۃ اللہ علیہ نے سودا کے اس شعر ع

نہ چھوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی
ہوا جب کفر ثابت تو ہے تمغائے مسلمانی

کی تشریح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے دریافت بھی کی ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ سوداؔ مذہباً شیعہ تھا۔ ذوقؔ کے چند اشعار دیکھئے جو ان کے سنی عقائد کے اقرار پر دلالت کرتے ہیں۔ اظہار فن سے جن کو واسطہ نہیں جیسا کہ دوسرے غیر مسلم شاعروں نے کیا ہے، ذوقؔ کہتے ہیں ع

ذوقؔ عاصی ہے تو اس کا خاتمہ بخیو بخیر
یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کے واسطے
سبطین نبی یعنی حسن اور حسین
زہرا وعلی کے دونوں وہ نور العین
عینک ہے تماشائے دوعالم کے لئے
اے ذوقؔ لگا آنکھوں سے ان کے نعلین

ذوقؔ مسدس دعائیہ میں کہتے ہیں۔ ع

تیرا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیب ممبر ہو
تیرا حامی ابو بکر وعمر عثمان وحیدر ہو

دوسری جگہ کہتے ہیں۔ ع

رہے نام محمد لب پہ یا رب اول وآخر
الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا
محبت اہل بیت مصطفٰے کی نور برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا
دکھائی مجھکو راہ شرع اصحاب پیمبر نے
چراغ راہ ہے اکرام اصحاب کرمیرا
شہ بغداد کا خط غلامی ذوقؔ رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خط بغداد سے ہو جام جم میرا

افسوس کہ ہمارے لئے اپنے بحث ومباحثہ وموازنہ اور نقد وتبصرہ کے ذریعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ادب میں علوِ مرتبت کا ثابت

کرنا جیسا کہ اس کا حق ہے مشکل ہے، ہم یہاں صرف اردو کے محققینِ جدید کے مسلمات سے ہی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ہم حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ماہنامہ ''المیزان'' ممبئی کے ''امام احمد رضا نمبر'' میں ذکر کردہ ماہرین واساتذۂ فن کے اقوال پیش کیئے دیتے ہیں جن سے تنہا زبان دانی ہی نہیں بلکہ اردو ادب میں اعلیٰ حضرت کی مہارت وکاملیت کا اندازہ ہوسکے گا اگرچہ ہمارے نزدیک اس کی ضرورت نہیں اور حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ اردو زبان کے ماہر، صاحبِ دیوان شاعر اور اردو خطابت پر پوری طرح قادر تھے، آپ ارشاد فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ اپنے انداز میں پڑھا سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کر دیا کہ اردو ادب کے نقطۂ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدے کی زبان سے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا کہ اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سر آمدۂ شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھیئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیئے ہم عمر بھر سنتے رہیں گے (المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۴۸ بحوالہ ہدیۂ ہاشمی صفحہ ۷۱۔۷۲)

اسی ماہنامہ ''المیزان امام احمد رضا نمبر'' میں کالیداس گپتا رضا کا ایک مضمون صفحہ ۴۷۴ پر شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے کلام کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے۔

نہیں معلوم انہوں نے (اعلیٰ حضرت) باقاعدہ اصلاح لی تھی یا نہیں تاہم ان کے کامل صاحب فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہہ نہیں اور نعتیہ غزلیں تو مجتہدانہ درجہ رکھتی ہیں۔ (ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر بحوالہ ہدیۂ ہاشمی صفحہ ۷۲)

اسی المیزان امام احمد رضا نمبر کے صفحہ ۴۶ پر ڈاکٹر وحید اشرف، ایم، اے، پی، ایچ، ڈی برڑودہ یونیورسٹی کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد رضا نے ایک نعت میں عجیب جدت طرازی کا مظاہرہ کیا ہے اس میں التزام یہ کیا ہے کہ ہر مصرعہ کے دو ٹکڑے ہوں اور ہر شعر کے چار ٹکڑے چاروں زبانوں میں، عربی، فارسی، اردو، ہندی، مختلف زبانوں کے باوجود بحر کی ترنم ریزی قافیہ اور ردیف کی پرکشش جھنکار ہندی زبان کی آمیزش سے مدھر اور میٹھا لب ولہجہ اور پوری نظم کا صوتی ومعنوی رنگ وآہنگ قابل دید وشنید ہے مختلف زبانوں پر قدرت رکھنے کے ساتھ لفظوں کا انتخاب اور پھر ان مختلف الفاظ کو ایک متناسب اور مترنم سانچے میں ڈھال دینا امام احمد رضا کی ذہنی جودت وجدت کا مظہر ہے اس طرح کی مثال امیر خسؔرو کے یہاں ملتی ہے لیکن جو التزام امام احمد کی نعت میں ملتا ہے وہ وہاں بھی نہیں (المیزان امام احمد رضا نمبر بحوالہ ہدیۂ ہاشمی صفحہ ۷۳)

ڈاکٹر حامد علی (لیکچرر شعبۂ عربی علی گڑھ یونیورسٹی) اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے اردو ادب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

آپ کی اردو شاعری اردوئے معلیٰ کا اعلیٰ شاہکار ہے اس لئے میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے اردو کلام سے بھی درحقیقت وہی صحیح معنوں میں لطف انداز ہوسکتا ہے جسے عربی فارسی پر عبور یا کم از کم اردو زبان کا اچھا فاضل وادیب ہو۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ ۴۴۹ بحوالہ ہدیۂ ہاشمی صفحہ ۷۳)

اردوادب کے جذباتی ناقدین مانیں یانہ مانیں ہمیں اس سے سروکار نہیں البتہ سنجیدہ مخلص حضرات اچھی طرح اندازہ کرلیں گے۔اتنی طویل بحث کے بعد پھر اعلیٰ حضرت کی اسی عبارت کو دیکھئے جس کا سہارا لے کرانہوں نے اعلیٰ حضرت کی عبارات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اس عبارت کونقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کے بارے میں کہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی ذات کو بطور سند نہ ماننے کی ہدایت خود اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا ہے۔

الجواب صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی مستعمل ہیں ان معنی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہیئے ذوقؔ مرحوم اس زبان کے مسلّم استاد تھے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۲۷ بحوالہ ہدیۂ ہاشمی صفحہ ۶۳)

اس کے بعد اردوزبان کے ایک ناقدنے یہ گرہ لگائی ہے آپ لکھتے ہیں۔

لٰہذا الفاظ ومعانی کی تحقیق کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کی ذات اوران کی بتائی ہوئی راہ سے انحراف ہے،

عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی اس عبارت جواوپرالجواب سے نقل کی گئی اس کواچھی طرح پوری دیکھتے جایئے اس عبارت میں ہرگز ہرگز اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ اگر میں اردو الفاظ ومعانی کی تحقیق کر جاؤں تو ذوقؔ مرحوم یا کسی بھی اردوزبان کے مسلّم ماہراستاد کے استعمال کردہ یا بیان کردہ معانی کی بنیاد پر وہ تحقیق وحکم شرع سے رد کردیا جائے بلکہ اور نازل تر اردو ڈکشنریوں کو سامنے رکھ کر حکم شرع کو مردود کیا جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ) یہ کہنا کہ خود اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ شاہراہ دکھائی ہے اتنا شدید ترین قبیح اتہام ہے کہ دین مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسکے جو مفاسد اور فتنے پھیل سکتے ہیں ان کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

ہم بانگ دہل کھلے طور پر صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے حکم شرع لئے الفاظ ومعانی کی جو تحقیق فرمادی ہے اس میں کسی ماہر زبان استاد فن مسلّم محقق ادب کے قول پر ایک نقطہ کا بھی ہیر پھیر نہیں کیا جاسکتا،اگراپنے وقت کا میرؔ،ذوقؔ،غالبؔ،مومنؔ بھی ہوتو اسے حکم شرع کیلئے تحقیق الفاظ ومعانی میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ ہی کی پیروی کرنی ہوگی۔

اگر وہ ناقدین اپنے دین کی بنیاد اپنی ذکر کردہ ڈکشنریوں پر رکھنا چاہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیق سے اعراض کررہے ہیں تو ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں،اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیق وتدقیق،صحت واصابت،پرعرب وعجم کے سیکڑوں معتمد ومستند مرجع عوام وخواص سادات علماء کا اجماع ہے جس سے روگردانی خطا اور حرمت وضلالت سے کفر تک لیجاسکتی ہے۔اہل سنت ہوشیار رہیں اوراپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک پر قائم رہیں جو اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے اعراض کررہے ہیں تو ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔

ناقدین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بکثرت عربی الفاظ جو اردو میں استعمال کئے جاتے ہیں جو اپنے اصل عربی زبان کے معنی پر اردو زبان میں استعمال نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسرے معنی میں بولے جاتے ہیں اگر کبھی ضرورت ہو کہ ان اردو میں مستعمل عربی الفاظ پر حکم شرع غلط بیان کیا جائے تو اے علماء! کہیں انہیں تم عربی لغات جیسے قاموس وغیرہ میں تلاش مت کرنا ورنہ حکم شرع غلط بیان کرجاؤ گے۔بلکہ یہ دیکھنا کہ اردو کے مسلّم اساتذہ جیسے ذوقؔ مرحوم وغیرہ نے اس عربی لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی نے یہ جملہ ''زید نے اپنے غرور سے ہمیں نقصان پہنچایا'' استعمال کیا اوراس پر حکم شرع پوچھا اگر مفتی صاحب عربی زبان کی بنیاد پر لفظ ''غرور'' کے معنی لغات عربیہ میں دیکھیں گے تو انہیں فریب کے

معنی ملیں گے اور دھوکہ وفریب پر بیچارے زید پر سزا تک کا حکم بیان کیا جا سکتا ہے۔مگر اردو میں غرور دھوکہ اور فریب کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہی نہیں ہے۔گھمنڈ ،تکبر، ناز، کے معنی میں مستعمل ہے اور اس پر زید کو سوائے نصیحت کے سزا نہیں دی جا سکتی ،اب اس لفظ غرور کے اردو استعمال کی سند اردو زبان کے اساتذہ سے لی جائیگی۔

جلیل مانکپوری کا شعر ہے۔ع

انہیں غرور کہ یکتا ہے خوش جمالوں میں
مجھے یہ ناز کہ ہوں ناز اٹھانے والوں میں

حیرت لدھیانوی کہتے ہیں۔ع

آئیں تو وہ غرور تماشا لئے ہوئے
بیٹھے ہیں ہم بھی عجز تمنا لئے ہوئے

استاذ ذوقؔ مرحوم کہتے ہیں۔ع

جہاں ہے خانۂ عشرت جبھی ہوا سکا فروغ
کہ اس میں لٹکے سر پر غرور کی قندیل
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پروہ
غرور حسن سے وہ کس کا سلام لیتے ہیں
دیکھتا اس بت مغرور کا گر جاہ وجلال
کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا

ہر جگہ غرور، گھمنڈ، تکبر، ناز کے معنی میں استعمال ہوا ہے اردو میں فریب اور دھوکہ کے معنی میں، سرے سے مستعمل نہیں ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ کیجئے۔

''فُندُق''عربی زبان میں اس سرائے کو کہتے ہیں جو سرراہ مسافروں کے لئے بنائی گئی ہو اور یہ لفظ آج عرب میں ایسا عام ہے کہ مکۂ معظّمہ، مدینۂ منورہ، جدہ وغیرہ میں جو بڑی بڑی ہوٹلیں لاجیں بنائی گئی ہیں جن میں ہزاروں حجاج زمانہ حج میں قیام کرتے ہیں یا کاروباری مسافر ٹھہرتے ہیں انہیں فُندُق کہا جاتا ہے۔جیسے ''فُندُق الحرم'' و''فُندُق المدینہ''وغیرہ اس لفظ فُندُق کے معنی قاموس میں بتائے گئے ہیں

۔''حمل الشجرة وهُوَ البُنُدُق وتقدم وخانُ السبيل ''(قاموس)

یعنی ''فُندُق'' ایک درخت کا پھل ہے جس کو ''بُندُق'' کہا جاتا ہے، جس کا ذکر (لفظ بُندُق کے معنی بتانے میں) گزر چکا ہے (دوسرے معنی) اس سرائے کے ہے جو سرراہ ہے۔

اور ''بُندُق'' کے بارے میں اسی قاموس میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایسا پھل ہے کہ اگر بازو پر باندھ لیا جائے تو بچھو کاٹتا نہیں ہے، اور بالوں کی سرخی دور کرنے اور آنکھوں کی بیماری میں مفید ہے۔

ہاں ''بُندُق'' کے معنی مسافروں کیلئے سرائے اور قیام کی ہوٹل کے اعتبار پر مزید تحقیق کے لئے ائمۂ لغات کی طرف رجوع کرنا چاہیں تو اس قاموس کی شرح میں لفظ فُندُق کی بحث میں یہ عبارت آپ کو مل جائے گی۔

فَقَدْ قَالَ الفَرَّاء سَمِعْتُ اَعرَابِياً مِن قضاعة يقولُ فُنْتُق ''لِلْفُنُدُق وهو الخان. یعنی امام فراءنحوی نے فرمایا کہ میں نے قبیلۂ قضاعہ کے اعرابی سے سنا جو فُندُق کو فُنْتُق کہتا تھا، اور وہ (فندق) سرائے کو کہتے ہیں، یہ لفظ ''فُندُق'' کی عربی زبان پر تحقیق تھی۔

اب اس لفظ پر شرعی سوال وجواب کو ملاحظہ فرمائیں۔زید سوال کرتا ہے۔

سوال:۔مرد را فُندُق بستن شرعاً چہ حکم دارد (مرد کے لئے فندق بستگی کا کیا حکم ہے۔)

ایک مولوی صاحب قاموس اور عربی لغات سے اپنی تحقیق پر جواب دیتے ہیں۔

الجواب:۔فُندُق بستن باعث اجر وثواب ہست خواہ از مردم باشند یا از زناں چہ دریں انتفاعِ مرداں ظاہر است۔یعنی فندق بستگی باعث اجر وثواب ہے خواہ مردوں کی جانب سے ہو یا عورتوں کی جانب سے، اس لئے کہ اس میں لوگوں کا فائدہ اٹھانا ظاہر ہے۔

سائل زید جناب مولوی صاحب مجیب کے جواب پر حیران

وپریشان کہ یااللہ! جواز وعدم جواز، باعث اجروثواب وسبب گناہ ہونا تو علیحدہ رہا مولوی صاحب نے باعث اجروثواب کی جو وجہ بتائی ہے کہ لوگ اس سے فائدہ ونفع اٹھاتے ہیں تو مرد تو الگ رہے عورتوں کی فُندُق بستگی سے لوگوں کو سوائے دیدہ ودل سینکنے کے اور کیا فائدہ ہوگا جس پر اجروثواب حاصل ہو۔ زید سائل نے اس سوال وجواب کو ایک دوسرے عالم صاحب کی خدمت میں پیش کیا ان عالم صاحب کا جواب دیکھئے۔

الجواب:۔ مولوی صاحب مذکور معلوم ہوتا ہے عربی لغات قاموس وغیرہ میں لفظ ''فُندُق'' کے معنی دیکھ کر دھوکا کھا گئے اور ''فُندُق، بستن'' کو سرائے تعمیر کرنے پر محمول کر کے جائز اور باعث اجروثواب ہونے کا فتویٰ دیدیا جس کی وجہ میں لوگوں یعنی مسافروں کا فائدہ نفع اٹھانا بیان کر دیا فارسی اور اردو میں لفظ ''فُندُق بستن'' کے استعمال کی طرف توجہ نہ گئی اور یہ حماقت کر بیٹھے۔

یہاں مسائل ''فُندُق بستگی'' کے استعمال سے انگلیوں کے پوروں (سرانگشت) میں مہندی لگانے کے شرعی حکم کو مرد کے لئے پوچھ رہا ہے جس کا صحیح شرعی جواب یہ تھا کہ مرد کے لئے جائز نہیں۔

مسائل کے سوال میں لفظ مرد ہی چونکا دینے کیلئے کافی تھا مفتی صاحب مذکور کو چاہیئے تھا کہ وہ فارسی اور اردو زبان کے مسلّم استاذوں کی طرف رجوع کر کے اس کے معنی پر حکم شرع بیان کرتے۔

فغانی تبریزی کہتا ہے۔ع

تا کہ سر انگشت گل کرد خزاں فُندُ قے
کرد چمن پر نگار دست چنار

(دستِ چنار مہندی لگے ہاتھ کو کہتے ہیں)

ذوقؔ مرحوم کہتے ہیں۔ع

کسی کی فُندُقیں یاد آ گئی ہیں ورنہ مژگاں پر
نمایاں قطرۂ خون جگر ایسے نہ ہوتے تھے

ان کا دوسرا شعر اور واضح تر ہے۔ع

فُندُقِ پائے نگاریں کا ہوں میں سودازدہ
قطرۂ خون بھی نہ ہوگا نوک نشتر سے جدا

(پائے نگاریں وہ پاؤں جس میں مہندی لگائی ہو)

حقیقت یہ ہے کہ فندق اس پھل کو کہتے ہیں جو بیر (کنار) کے برابر انگلیوں کے پوروں کی طرح ہوتا ہے اور اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے، فارسی واردو کے شعراء نے اسے محبوب کی مہندی لگی ہوئی سرانگشت کے لئے ہیئت ورنگ کی مناسبت پر خون کی رعایت سے منقول کیا ہے۔ چنانچہ ''فُندُق'' مہندی لگے ہوئے سرانگشت کیلئے اور فندق بستن یا فندق کردن مہندی لگانے کے معنی میں اساتذہ کے یہاں مستعمل ہونے لگا۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے اسی لئے تنبیہ فرمائی ہے کہ خبردار حکم شرع بیان کرنے میں اعلیٰ اردو ادب کی حیثیت ،ا،ب،ت،ث،کی ہے، حضرت محدث اعظم ہند نے جس گہرائی سے تحریری وزبانی مطالعہ ومشاہدہ فرمایا ہے وہ تو یہ اقرار فرما گئے کہ علماء میں ان کا نشان تک نہیں ملتا۔ اردو ادب میں اعلیٰ حضرت کی زبان دانی کے بارے حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے قول پر اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیر اردو دانی ومعانی بیانی کے اعلیٰ مقام پر مہر لگا رہا ہے۔

اردو ادب کے دوسرے ماہرین ''ماہنامہ، المیز ان'' کی شہادت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی اردو ادب کی مہارت پر حیران ہیں، مگر برا ہو جذبۂ مخالفت کا کہ برسوں گزر جانے کے بعد حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مشاہدہ تسلیم اور عقیدت وقول کے خلاف انہیں کے ماننے والوں کو اب کیڑے نظر آنے لگے ہیں کہ اعلیٰحضرت کا قول وزبان دانی کے خلاف ہے اور آپ کے علوم اور تجدیدی کارناموں کو اردو زبان جاننے سے آپکو کوئی لگاؤ ہی نہ تھا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔**

شاید ان ناقدین کے نزدیک بغیر زبان دانی کے ہی علم میں بلکہ بکثرت علوم میں ایسی مہارت حاصل ہوجاتی ہے کہ مقام تجدید واحیاء دین تک وہ پہنچ جاتا ہے اور اپنے ملک وملت کے ہزاروں مسائل دینیہ ان کی زبان میں سمجھانے پر قادر ہوجاتا ہے؟

☆☆☆

نہج الاخیار فی فضل العلما والسّادات الاطہار قسط دوم

از: شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی، صوفی، اشرفی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ، رائچور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاویٰ تمرتاشی ص ۱۸ میں ہے کہ:۔''علماء کرام کے درجہ سے اعلیٰ رسول اللہ ﷺ کے درجہ کے سوا کوئی درجہ نہیں ہے۔علماء کرام کے مدارج بھی ان کے علم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ درجہ امّت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے، صحابہ کرام میں سب سے اعلیٰ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ،ان حضرات میں اعلیٰ درجہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، یہ اہلسنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔''

فتویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۳۷ میں ہے کہ :۔''عالم (اہلسنت) کسی قوم کا ہو وہ اگر عالم دین ہے اللہ تعالیٰ کے پاس ہر ایک جاہل سے کتنا ہی شریف ہو، افضل ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون** ۔اس میں نسب وغیرہ کی کوئی تخصیص نہ فرمائی۔''

بستانِ فقیہ ص ۳۹/۲۸ رمیں ہے:۔''انسان کو زیبا ہے کہ وہ علم حاصل کرے اور جہل پر نہ ٹک جائے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون** ۔پس اس سے عالموں کو جاہلوں پر فضیلت دی۔''

جاہل مباحی سادات کو جو قریب کے زمانے سے اپنے جاہل ورذیل اور دنی آباء واجداد سے وراثتاً جاہل ورذیل اور دنی چلے آرہے ہیں، علم دین کی عزت اور علماء کا فضل ومرتبہ اور جہل کی ذلت اور جاہل کی خواری نظر نہیں آتی ،جیسا کہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ص ۱۷۲ میں ہے کہ :''علم دین یا علمی صحبت سے علم کی عزت اور جہل کی ذلت معلوم ہوتی ہے اور جاہلوں سے تنفر پیدا ہوتا ہے۔علم دین اور علمی صحبت سے برسوں سے محروم ہونے کی وجہ سے مباحیوں میں خاندان پرستی کا ذمیمہ پیدا ہوا۔'' تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ،ص ۲۳۱ میں ہے کہ :۔ اکثر عوام وجاہلوں میں خاندان پرستی ان کا شیوہ رہی ہے''۔اس ذمیمہ سے پاک حاصل کرنے کے سلسلہ میں حضرت سید شاہ طاہر قادری عرف شاہ حضرت قادری المتوفی ۱۵۱۱ھ، اپنی تصنیف ''کنز النفائس'' میں فرماتے ہیں:۔ع

چہ سود از پاکی نام تو طاہر
اگر باطن نہ باشد ہم چو ظاہر
بظاہر طاہر و باطن کثیف ست
چہ سود را ابن شہ عبد اللطیف ست

نسب پرستی کفار کا ذمیمہ ہے۔تیسرا القاری شرح بخاری جلد پنجم ،ص ۳۵ میں ہے کہ:''دورِ جاہلیت میں انساب کے شرف پر تکبر اور اس سے دوسروں پر اپنے مرتبہ کا جو اظہار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے صلاح وتقویٰ کے فضل سے منسوخ کر دیا۔'' حدیث مبارکہ میں ہے کہ:۔''اللہ تعالیٰ دورِ جاہلیت کے غرور ونخوت اور نسب پر فخر کرنے کو ڈرا دیا'' (مشکوٰۃ) اس کی شرح میں اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ،جلد چہارم ،ص ۱۹۴ میں ہے:''اگر آدمی متقی ہے تو وہ خود اللہ تعالیٰ کے پاس بزرگ ہے آباء اجداد پر فخر کرنے کی اسے کیا حاجت۔اور اگر شقی ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ذلیل ہے اور اسے تکبر کرنے کی کون سی جگہ۔'' اس سے معلوم ہوا کہ مباحی سادات نے کفار قریش اور برہمنان ہند کی میراث پائی اور سنی سادات نے اپنے اجداد صالحین کی میراث پا کر علم دین اور علماء کی فضیلت کا اقرار کیا۔ ے

بلبل بباغ رفت وزغن سوئے خار زار

اسی سے ثابت ہوا کہ فضل وبزرگی اگر نسب کے ساتھ ہو خاص ہوتی تو علم اور ولایت کے لئے اہل نسب خاص ہوتے اور دوسرے اس سے دور رکھے جاتے جیسا کہ ''جوامع الکلم'' صفحہ ۳۹ میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:''ولایت کسی شریف نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ تو مسلمانوں میں سے ہر ایک قوم میں اولیاء کو پائیے گا۔''

اس حقیقت کے خلاف ایک جاہل مباحی سید علماء کرام پر اپنے فضل کے ثبوت میں یہ نفسانی ثبوت پیش کرتا ہے کہ سید پیر ومرشد ہوتا ہے

اور عالم غیر سید پیرومرشد نہیں ہوسکتا۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

اپنی پیدائش پر نظر کر کے علمی فضیلت (شرح تعریف جلد اول :ص ۲۳ میں ہے کہ علم کی فضیلت وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا عبادت کے فرشتوں پر علم سے بزرگی عطا کی۔(اس سے معلوم ہوا کہ سنی سادات کو فرشتوں کا اعتراف حق ملا اور مباحی سادات کو شیطان کی خباثت ملی۔۱۲رصوفی) کہ انکار کرنے کا فساد سب سے پہلے ابلیس نے کھڑا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں نہایت بیباکانہ کہا، انا خیر منه مثنوی معنوی میں ہے۔ع

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست
من زنار واوز خاک اک درست
گفت حق نے بلکہ لاانساب شد
زہد وتقویٰ رامحراب شد

اس کی شرح میں شرح مثنوی بحر العلوم دفتر اول صفحہ: ۲۰۹ر۲۱۰ میں ہے یہ قیاس غلط ہے کہ اصل سے نسبت پر کمال حاصل نہیں ہوتا ہے اسی مثنوی میں ہے:ع

پورآں بو جہل شد مومن عیاں
پورآں نوح نبی ازگمرہاں

اس کی شرح میں شرح مثنوی بحر العلوم دفتر اول، صفحہ: ۲۰۹ر۲۱۰ میں ہے :''ابو جہل کے فرزند حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نورِ ایمان سے منور ہوکر صحابیت کا درجہ پایا، حالانکہ آپ کا باپ کفر میں اشد تھا۔اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان نبی زادہ ہوکر کفر کی وجہ سے ذلیل ہو ا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ فضل وبزرگی میں نسب کو کچھ دخل نہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مباحی سادات کے اس ابلیسی میراث پانے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔ع

باجداد کرامش گر بتازی
بگفتی صدق ولیکن تو زاجلاف
چوں نباشد کریم ابن کریم
است سروبی مثال قدیم

سوال نمبر ۷: جاہل مباحی سادات علماء کرام پر اپنے فضل کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک نمازی اپنی نماز میں اور ہر ایک درود خواں اپنے درود میں ہم پر درود بھیجتا ہے جو ہمارے فضل کی دلیل ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب نمبر ۷: آل ۲ر دو ہیں آل حسب اور آل نسب۔آل حسب میں ہر ایک مومن متقی داخل ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا :''الیٰ کل مومن متقی ''۔(حدیقہ ندیہ) میری آل ہر ایک مومن متقی ہے۔اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم، صفحہ :۶۸۶ میں ہے :''ساکنانِ بیت جن میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد صوری اور آپ کے اہل وعیال داخل ہیں، اور ساکنانِ بیت کے ذکر میں آپ کے اہل وعیال داخل ہیں، اور ساکنانِ بیعت کے ذکر میں، آپ کی معنوی اولاد علماء واتقیا داخل ہیں۔''

سبع سنابل، صفحہ: ۳۶ میں ہے کہ:''رسول اللہ ﷺ نے میری آل میں ہر ایک مومن متقی کو فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ میری آل صرف آل نسبی ہے جان لے کہ رسول اللہ ﷺ کی آل، دو نوع (قسم) پر ہے آل نسبی اور آل صلبی۔آل نسبی میں نجات کے لئے تقویٰ شرط ہے اور خیریت خاتمہ وعاقبت بھی تقویٰ پر موقوف ہے۔''

شرح مثنوی بحر العلوم دفتر، ششم، صفحہ ۲۲ میں ہے کہ:''آنسرور ﷺ کی آل علماء کرام ہیں جو احکام شرع بیان کرتے ہیں، صرف اہل بیت ہی میں منحصر نہیں ہے اس سے جاہل مباحی سادات کے باطل صوری آل سادات پر معنوی آل علماء کرام کی فضیلت ثابت ہوئی۔اور دوسری قسم عالم ہے اور ان دونوں کے آل ہونے کی وجہ ہی سے ان میں نکاح کی کفأت آئی ہے۔کتب فقہ میں ہے کہ عالم، عجمی، جاہل، عربی اور علوی کا کفو ہے کیونکہ علم کا شرف نسب کے شرف سے قوی تر ہے۔''

فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح، جلد: سوم، صفحہ: ۱۱۸ میں ہے کہ :''سیدانی کا نکاح قریش کے ہر ایک قبیلہ سے ہوسکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی'' رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل پٹھان ان میں سے جو عالم دین معظم مسلمین ہو، اس سے مطلقاً نکاح ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر ۸: مباحی سادات علماء کرام دامت برکاتہم اپنی فضیلت جتانے کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ سادات کے حسنِ خاتمہ کی بشارت آئی ہےاور دوزخ ان پر حرام ہے؟

جواب نمبر ۸: دعوے کے خلاف ثبوت سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، جو ثبوت پیش کیا گیا ہے ان کے دعوے سے تعلق نہیں رکھتا۔ حسن خاتمہ کے رد میں مولانا محبّ احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ امر قطعی داخلِ عقیدہ نہیں ہے اور نہ اس پر اجماع سلف اہلسنت منقول۔ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ (یہ تصنیف ۱۳۷۵ھ کی ہے اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو مجدد مائۃ حاضرہ لکھا گیا ہے۔) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:.. ''نفی خلود مسئلہ ظنیہ ہے نہ کہ یقین کلامی کہ عقائد قطعیہ سے قرار پائے۔ بالفرض خلود لیجئے تو کس کے لئے جو عنداللہ تعالیٰ سادات ہیں۔'' (تحفۂ حنفیہ جلد ۸، صفحہ نمبر:۱۰) حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ جو دسویں صدی کے اکابر سادات اور اولیاء عظام سے ہیں فرماتے ہیں کہ: ''جملہ مسائل اعتقادیہ کا تعلق علم کلام سے ہے اور یہ مسئلہ جو تو کہتا ہے علم کلام کی کسی کتاب میں نہیں آیا۔ کتاب وسنت اور اجماعِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہر ایک مومن کے خاتمہ کو مبہم رکھا ہے خواہ سادات ہوں یا خواہ غیر سادات۔ تو جو اپنے حسنِ خاتمہ کا دعویٰ کرتا ہے شریعت سے خصومت اور اس پر دعویٰ کرتا ہے اور جو چیز شریعت میں نہیں آئی اسے کوئی مسلم تسلیم نہیں کریگا۔'' (سبع سنابل، صفحہ ۲۹ر۳۰)

اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے جو شرح تعارف جلد دوم میں بیان کیا گیا ہے کہ مومن عاصی کا حال آخرت میں مغفرت بمشیئت یا بخشش بشفاعت یا عذاب بقدر معصیت پر موقوف ہے۔ مباحی سادات نے اپنے اس فاسد عقیدہ میں تفضیلی سادات کی فضلہ خواری کی ہے، جنکے رد میں سبع سنابل کی مذکورہ بالا عبارت آئی ہے۔

سوال نمبر ۹: مباحی سادات اپنے فضل کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہمارے حق میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی فرمایا گیا ہے۔ اس کشتی کے مصداق کون حضرات ہیں؟

جواب نمبر ۹: تفسیر عزیزی، سورۂ بقرہ، صفحہ ۲۵۹ میں ہے کہ: ''حضرت ابن شیبہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ:... ''ہم اہل بیت کی مثال جو خاندانِ نبوت کے قیم اور اسرارِ ولایت کے حامل ہیں اس امت میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور بنی اسرائیل کے بابِ حطہ کی مثل ہے''۔ کیونکہ نفس اور شیطان سے نجات پانا وتوبہ کی درستی اور گناہوں کا کفارہ، اولیاء کرام کے سلاسل میں داخل ہونے کی وجہ سے ان بزرگواروں سے وابستہ ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ظاہر ہے کہ بیعتِ توبہ اور راہِ خدا کے سلوک کے سلاسل اسی خاندان کو پہنچتے ہیں۔ اسی تفسیر پارہ ۲۹رص ۷۶ میں ہے: کہ ''اہل بیت کا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مثل ہونا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت (حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اس وقت صِغرسن تھے ان کی تربیت دوسروں کے حوالہ کرنا آنحضرت ﷺ کی شان کی منافی تھا۔ لاجَرم گناہوں کے بوجھ سے نجات پانے کا طریقہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کو القاء فرمایا اور آپ نے اپنے صاحبزادوں کو پہنچایا اور وہ سلسلہ آپ کے واسطے سے جاری رہا۔'' اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ وامامین وبقیہ ائمۂ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلوک کی رہبری اور اس کی تربیت اور تعلیم اس کی کشتی کی مثل ہیں، جن سے اس کی تعلیم وتربیت اور رہبری کے سلاسل اولیاء کرام میں جاری ہیں۔ مباحی سادات نے اپنی ناپاک ذات کو جو بددینی وفسق وفجور جہل مرکب کے لوث سے ملوث اور نفس وشیطان کی اسیر ہیں، اس کشتی کی مثل قرار دے کر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بہت ہی بلند وبالا درجہ کا اپنے حق میں دعویٰ کیا، مباحیت اسی کا نام ہے کہ بددینی وجہل مرکب اور فسق وفجور کے ساتھ اپنے اقوال واحوال بتاتے ہیں جن سے ولایت کے منصبِ رفیع کے ادعا کا علانیہ یا خفیہ پتہ چلے۔ مسلک المتقین میں ہے۔:ع

نام آنہابود مباحیہ
خویشتن راکنند صوفیہ

اشعۃ اللمعاۃ جلد ۴ ص ۶۸۶ میں ہے کہ: ''علماء واتقیا جو رسول اللہ ﷺ کی معنوی اولاد ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور اس کی امثال ان پر صادق ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ شریعت میں اجتہادی امامت اور ہر ایک غیر مجتہد کی پیشوائی میں ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور

ان کے مذاہب میں عوام کی رہبری میں فقہاء کرام اور علماء عظام اس کشتی کی مثل ہیں۔'' مباحی سادات نے اس کشتی والے دعوے سے، مباحی ہونے کے ساتھ مجتہدین وفقہا کے درجہ کا اپنے حق میں دعویٰ کیا اور کتاب وسنت سے استدلال کرنے میں فقہاء کرام اور ان کے اجماع پر تمسک نہیں کیا، جو دیوبندیوں، وہابیوں کی نفسانیت ہے، چنانچہ **اینبیوع فی بیان التقلید الفرض والممنوع** ،صفحہ ۴۰ میں، اہلسنت کے ضابطہ کے بیان میں آیا ہے کہ: ''عوام کا کام کتاب وسنت پر بلا واسطہ تمسک کیے بغیر فقہا اور ان کے اتباع علماء رسوم کے اقوال پر تمسک کرنے پر موقوف ہے۔'' تفسیر احمدی ملاّ جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جلد اول ۶۸ میں ہے کہ: ''اولی الامر سے مراد علماء شرع ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلوں کو علماء کرام کی اطاعت کا اور علماء کرام کو مجتہدین کی اطاعت کا حکم دیا۔'' حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب تک تو علماء کرام کا اتباع نہ کرے گا تجھے فلاح نہیں ملے گی۔'' (ملفوظ کبیر جلد ۲، ص ۱۴۱)

شرح مثنوی بحر العلوم دفتر پنجم ص ۲۰۸ میں ہے کہ: ''عقل فکری مفاد قرآن کے سمجھنے سے قاصر ہے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ علماء وفقہا سے بے نیاز ہو جانا اور ان کے واسطہ کے بغیر کتاب وسنت کا اپنی طرف سے مطلب بیان کرنا دیوبندی، وہابیوں کی روش ہے۔ اور مجتہدین کرام سے بغاوت کرنا غیر مقلدوں اور مودودی وہابیوں کی نفسانیت ہے۔

مباحیوں نے اپنی اس روش سے اپنے مقلد وہابی ہونے کا ثبوت دیا اور علم مبادی سے محروم ہونے کے باجود کتاب وسنت سے بلا واسطہ مراد نفس پر استدلال کیا۔

شرح رسالہ قشیریہ صفحہ ۲۳۵ میں:...'' حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: ''اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اجماع اہل سنت کے خلاف اپنی ہویٰ پر چلتے ہیں۔''

اشعۃ اللمعاۃ جلد اول ص ۱۵۰ میں ہے کہ: ''علم ۲ ہیں، علم مبادی، علم مقاصد۔ علم مبادی وہ ہے جس پر قرآن وحدیث کا صحیح پڑھنا موقوف ہے مثل صرف ونحو اور ان کے سوا دیگر علوم عربیہ پر۔ علم مقاصد وہ علم ہے جو عقائد واخلاق اور اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ علم معاملہ ہے (جسے علم دراست کہتے ہیں) علم مکاشفہ ایک نور ہے جو طریق حق کے سلوک کے بعد (یعنی ولایت کاملہ کے درجہ میں) سالک کے قلب میں پیدا ہوتا ہے جس سے اشیاء کی حقیقتیں منکشف ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت ہوتی ہے۔ اس علم کو علم وراثت اور علم سر بھی کہتے ہیں۔'' آیات واحادیث میں اس علم کے فضائل آئے ہیں وہ ان علوم پر ان کے درجات کے تفاوت پر شامل ہیں۔

فتاویٰ برہنہ جلد اول، ص ۹۹ میں ہے: ''جو شخص عربی زبان سیکھے تاکہ علم شریعت اس پر آسان ہو، گویا اس نے سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور ایک لحہ کوئی گناہ نہیں کیا۔''

بستانِ فقیہ صفحہ ۶۸ میں ہے: ''جان لے کہ عربی زبان کو تمام زبانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ جو شخص اسے سیکھے اور دوسروں کو سکھائے تو وہ ماجور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی میں نازل کیا۔ پس جو شخص اسے حاصل کرے تو بیشک اس کے ذریعہ سے وہ قرآن مجید واحادیث کریمہ کے ظاہر معنی کو پالے۔ مگر ان کے اسرار ومعارف کو جاننا اوران سے احکام اخذ کرنا مقام ولایت میں منور بصیرت پر موقوف ہے۔''

حدیقۂ ندیۂ بر طریقۂ محمدیہ، جلد اول، صفحہ ۹۲، صوفیۂ کرام اور مجتہدین عظام نے اپنے اس علم کا اظہار یوں کیا ہے: ع

الناس فی صدف الظلام
ونحن فی ضوالنہار

(لوگ نفس کی ظلمت میں پھنسے ہوئے ہیں اور ہم کشف وتجلی کے درمیان میں ہیں۔ ۱۲ رصوفی)

ان اقتباسات سے مندرجہ ذیل امور کا انکشاف ہوا:

(۱):۔ عربی زبان کے علم ادب سے قرآن وحدیث کے ظاہری معنی اور ان کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے علم شریعت کی تحصیل میں آسانی ہوتی ہے۔ اس علم کا جاننے والا ادیب کہلاتا ہے۔ اور وہ عالم نہیں ہے جو اس حقیقت کے خلاف فارسی یا اردو یا انگریزی یا اور کوئی زبان، اسی طرح کفار ومشرکین کی دیگر زبانوں کا، ناتکمیل ادب پڑھ کر، یا اردو زبان کی ایک دو کتابیں پڑھ کر قرآن وحدیث سے بلا واسطہ کے استدلال کرنا اور ان کا مطلب اپنی مرادِ نفس کے موافق بیان کرنا اور علماء کرام کے مقابل

میں آنا دیوبندی اور نیچری اور مودودی ضلالت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جاہل ادیب کے درجہ وفضل سے محروم ہیں اور جو سین اور شین صحیح نہیں کہہ سکتے ان کا علماء کرام سے برتر ہونے کا دعویٰ کرنا اور علماء کرام کے مقابل میں جدل کرنا ان کے جہل مرکب اور بددینی کا نتیجہ ہے۔ ع

پری نہفتہ ودیودر کرشمہ وناز
بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبیت
آں کس کہ نداند وبداند کہ نداند
در جہل مرکب ابدالدہر بماند

(۲):۔ علوم شرعیہ کی تحصیل کے بعد مسلمان عالم ہوتا ہے اور فقہاء کے کلام سے احکام اخذ کرنے کی استعداد اس میں پیدا ہوتی ہے۔

بستانِ فقیہ صفحہ ۲۹ میں ہے: ''فقہ سیکھنے میں زیادہ کوشش کرے ،اس لئے کہ جس نے فقہ سیکھا اس پر سب علم آسان ہوگئے۔''

(۳):۔ کتاب وسنت سے اخذ کرنے کی قوت اور ان کے اسرار ومعارف کا اظہار اور ان کے اجمال کی تفصیل ولایت کاملہ کے درجہ پر منور بصیرت سے معلوم ہوتی ہے جو مجتہدین کرام کا درجہ ہے۔ (میزان امام شعرانی قدس سرہٗ)

عروسِ چہرۂ قرآں نقاب آنگاہ بخشاید
کہ دارالملک ایماں را مجرد بیند ازغوغا

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:۔ ''اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب پر نہ گھومتے تو وہ ملکوتِ اعلیٰ کو دیکھتے۔ قرآن مجید کے معنی بھی ملکوت ہیں۔'' (احیاء العلوم رجلد اوّل)

اس سے ثابت ہوا کہ علم نظری وفکری جو آخرت میں کام نہیں آتا مسائل شرعیہ کے سمجھنے سے قاصر ہے اس معاملہ میں علم شرعی وفقہی کی حاجت ہے جو علم نافع کہلاتا ہے اور جو آخرت میں کام آتا ہے۔ (شرح مثنوی بحرالعلوم دفتر ششم صفحہ ۲۱۱ر)

(۴):۔ علم ادب کی تحصیل کے بعد علم نافع حاصل ہوتا، اور اس میں فقاہت حاصل ہونے کے بعد مقام ولایتِ کاملہ میں علم مکاشفہ یعنی علم باطن نصیب ہوتا ہے۔

شرح تعرف رجلد اول صفحہ ۲۳ میں ہے :۔ ''علم دراست علم ظاہر ہے اور علم وراثت علم باطن ہے۔ جو شخص علم ظاہر سیکھے اور اخلاص کے ساتھ اس پر عمل نہ کرے تو اسے علم باطن حاصل نہیں ہوتا۔'' اسی میں صفحہ ۲۴ میں ہے: ''یہ علم والا خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور خدا کا نور خطا نہیں کرتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے نور کو کوئی چیز حجاب بنتی ہے۔ اسی سے ائمۂ اربعہ مجتہدین کرام کا رتبہ ظاہر ہے کہ عام مسلمان ومحدثین وفقہا اور اولیاء ان کے مقلد ہیں اور چاروں ائمہ غیر سید ہیں خصوصاً ہمارے امام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجداد عجمی ہیں۔'' اس سے ثابت ہوا کہ فضل ومرتبہ میں نسب کو کچھ دخل نہیں ہے۔

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس سے مباحیوں کی اس ناپاکی کا بھی رد ہوا جو جہل وبددینی پر علم باطن جاننے کے مدعی ہیں۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے اس فساق کا رد ''وسلسلۃ الذہب'' میں یوں فرماتے ہیں:۔ ع

دلش ازسرِّ کار واقف نے
معرفت بے شمار وعارف نے

اس سے وہابیوں کا بھی رد ہوا، جو اولیاء کرام کے دور ونزدیک کے دیکھنے اور سننے کے منکر ہیں، حالانکہ اولیاء اللہ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے جسے کوئی چیز حجاب نہیں بنتی۔

(۵):۔ علم شریعت جانے بغیر صرف علم ادب سے صرف علم عقلی یا اس سے علم کے بغیر اردو کی دو چار کتابیں پڑھ کر علم کا دعویٰ کرنا اور علماء کے مقابل میں آنا دیوبندیت ہے۔ ع

دجّال کے خلفا نے اب اک دھوم مچائی
پڑھ کر کسی استاذ سے دو ایک رسالے

(وہابیوں کو دجال کے خلفاء اس لئے کہتے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں ان کے لئے آیا ہے کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔ تمہید ابوشکور سالمی میں قدریہ کی نسبت آیا ہے کہ وہ دجال کے گروہ میں ہیں جو وہابیہ قدریہ کے عقائد پر ہیں۔ اس لئے وہ بھی دجال کا گروہ ہیں۔ ۱۲ اصوفی)

علم شریعت اور علم مکاشفہ جانے بغیر معارف واسرار کے جاننے کا دعویٰ کرنا مباحیت ہے۔

(۶):۔ عالم مسلمانوں پر فضل ومرتبہ علماء رسوم (علماء رسوم وہ علماء ہیں

جو اعیانِ فقہاء سے نہیں ہیں۔صوتی) کو حاصل ہے جن سے وہ احکام شرعیہ معلوم کرتے ہیں۔(حدیقہ ندیہ برطریقۂ محمدیہ جلداول:ص ر۱۲۱)

ان سے افضل فقہا ہیں ان سے بلند وبالا اعیانِ فقہا ہیں۔(جن کا قول اجماع میں حجت ہے)(شرح تعرف جلدسوم:ص ر۶۵)

ان سے بالا مجتہدین کرام ہیں جو کتاب وسنت سے اخذ کرتے ہیں۔(الینبوع،شرح تعرف،میزان)

عربی زبان کے بعد فارسی بھی باوقعت مانی گئی ہے کیونکہ اس زبان میں بھی علم ادب اور علم شریعت اور علم زہد کا ذخیرہ ہے۔ان دوزبانوں کے سوا شریعت میں کسی زبان کی فضیلت نہیں آئی۔(فتاویٰ نظامیہ،جلداول صفحہ ۱۵۲ر۱۵۳)

سوال نمبر۱۰: مباحی سادات اپنے فضل کے ثبوت میں کہتے ہیں کہ،قیامت میں ان کا نسب منقطع نہیں ہوتا،اس مسئلہ میں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب نمبر۱۰: مباحیوں کا یہ ثبوت بھی ان کے دعوے کے خلاف ہے جس سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا قیامت میں انہیں سادات کا نسب قطع نہیں کیا جاتا جن کا نسب اللہ تعالیٰ کے علم میں ثابت ہے مباحی سادات نے تواتر ظاہر پر آخرت کے معاملہ کا دعویٰ کیا جو علم الٰہی میں ہے۔

اس سے ثابت ہو کہ مباحیوں نے تواتر ظاہرہ سے نسب کے ثابت ہونے پر آخرت کے معاملہ کا دعویٰ کیا جو ان کے جہل وحمق کا کھلا ثبوت ہے۔ہم اہلسنت تسلیم کرتے ہیں کہ ہولِ قیامت میں انہیں سادات کا نسب قطع نہیں کیا جاتا جو اولیاء واتقیاء ہیں،اس سے گندے مباحیوں اور ہم عام اہلسنت کو کیا تعلق۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:''تیرا نسب صحیح نہیں ہے اللہ ورسول جل جلالہٗ وﷺ کے پاس صحیح النسب اہل تقویٰ ہیں۔''(ملفوظ کبیر رجلد چہارم صفحہ ۱۰۶)

تقویٰ کا ابتدائی درجہ اسلام وسنیت اور نسب کی حفاظت کے لئے ضروریات دین کے انکار سے بچتے اور مقدمات زنا سے پرہیز کرنے پر حاصل ہوتا ہے۔مباحی مرد وعورت اس عام تقویٰ سے محروم اور اسکے خلاف راستہ پر گامزن ہیں۔وہ کامل تقویٰ کہاں سے لائیں،جو اولیاء وزہاد کو حاصل ہے۔ع

ترا کسے میسّر شود آن مقام
کہ بادین وتقویٰ تراہست جنگ

جو سادات اس عام تقویٰ سے محروم اور ضروریاتِ دین کے منکر ہیں ان کی اولاد کا نسب احکام شرع سے دنیا ہی میں منقطع ہے۔آخرت میں کہاں سے آئے گا۔جو قطع نہ کیا جائے۔عوام کے نسب میں اسی چیز کا احتمال ہے جیسا کہ اسعاف الراغبین میں آیا ہے کہ:''عام سادات کا نسب بعض نساب کے زوال کے احتمال پر قیامت میں کہاں سے ثابت ہوگا۔''جس کا دل اللہ تعالیٰ نے ایمان کے نور سے منور کیا ہے وہ یقینی طور پر جانتا ہیکہ انساب کے شمع کی روشنی اور سیادت کا چراغ ضلالت (ضروریاتِ دین کا انکار) کی آندھی میں قائم نہیں رہتا اگر سیادت میں ضلالت (ضروریاتِ دین کا انکار) سے طہارت نہ ہوتو نسبت منقطع ہو جاتی ہے۔کیونکہ زنا سے نسبت اور ولدیت ثابت نہیں ہوتی۔(سبع سنابل رصفحہ ۲۹ر۳۰)

جو لوگ مباحیت اور صلح کلیت سے ضروریاتِ دین کے انکار کو کفر نہیں سمجھتے صرف ایمان کے علم کو ایمان جانتے ہوئے صفتِ ایمان کے منکر ہیں وہ زوال نساء کو کیسے مانیں گے انکار سے کیوں کر پرہیز کریں گے۔

سوال نمبر۱۱: مباحی سادات اپنے فضل کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں اور انہوں نے ہمارے لیے یہ دعا فرمائی ہے''رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ''سورۂ بقرۃ:ع ۱۵ر''یعنی اے رب ہمارے کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امّت تیری فرمانبردار۔''(ترجمہ رضویہ)اس دعا کی رو سے سادات گمراہ نہیں ہو سکتے اور سادات کے سوا مسلمانوں میں سے دیگر قومیں گمراہ ہوسکتی ہیں،اس کا کیا جواب ہے؟

جواب نمبر۱۱: جو خود گمراہ ہے اسے اپنی اور دوسرے گمراہوں کی گمراہی نظر نہیں آتی کہ وہ اپنی گمراہی کو ہی حق جانتا اور مانتا ہے جیسا کہ

''تمہید ابوشکور سالمی''ص۱۸۰میں آیا ہے : گمراہی نہیں بلکہ مرتدین منافقین سادات کی بھیڑ میں سادات کے گمراہ نہ ہونے کا دعویٰ کرنا واقعہ اور مشاہدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے خود ہی اپنی جگہ پر باطل ہے۔ضروریاتِ دین کے انکار سے وہی سادات محفوظ رہتے ہیں جن کا نسب اللہ تعالیٰ کے علم میں ثابت ہے۔

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:''انتساب میں کبھی ادعا ہوا اور نہ بعض نسا سے زوال پھر اس نے کفر کیا ایسا مشاہدہ روئے زمین پر کہیں نہیں ملے گا۔''(تحفۂ حنفیہ جلد۸صفحہ۱۰)

مولانا محبّ احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''عدم طریان کا استنباط درست معلوم نہیں ہوتا ممکن کہ طریان کے بعد زوال ہو،اور مطابق کل شئی یرجع الیٰ اصلہ کا اثر ظاہر ہو۔''(تحفۂ حنفیہ جلد۸رصفحہ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ سادات سے کفر ممکن مگر اس پر ان کا دوامی قیام زوال نسا کے بغیر ناممکن۔

بولو مباحیو! منکران ضروریات دین مرتدین،منافقین سادات کی بھیڑ میں زوال نسامانے بغیر اس آیت کریمہ کی حقانیت کیسے ثابت کروگے،جبکہ آیت کریمہ ان سادات کے حق میں زوالِ نسا کو ثابت کر رہی ہے جو کفر وارتداد پر دنیا سے اٹھ رہے ہیں۔

لو آپ اپنے جال میں جاہل خود آگئے

سوال نمبر۱۲: جاہل سادات،علماء اہلسنت پر اپنے فاضل وبرتر ہونے کے ثبوت میں یہ نفسانی دلیل پیش کرتے ہیں کہ عالم بے عمل ہوتا ہے اور بے علم عالم ہوسکتا ہے مگر سادات نہیں ہوسکتا ہے۔جج کا بیٹا ڈاکو بن سکتا ہے اور ڈاکو کا بیٹا جج۔مگر سادات کا بیٹا سادات ہی ہوتا ہے نہ کہ عام مسلمان،ان کی اس نفسانیت کی تردید بیان کیجئے؟

جواب نمبر۱۲: نفسانی مثال سے فضل ومرتبہ کا رتبہ زائل ہوتا ہے اور نہ وہ مرتبہ کسی جاہل مباحی کو مل سکتا ہے اور دونوں کی شخصیت اپنی ہی جگہ پر قائم رہتی ہے جیسا کہ شرح مثنوی بحر العلوم دفتر دوم صفحہ۱۳۹میں آیا ہے کہ:''جو شخص علم اور صفاتِ حمیدہ سے متصف ہے اس جاہل سے بلند وبالا ہے جو صدر نشین ہے۔''

اس مثال میں مباحیوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث علم دین کو اپنے نسب کے مقابل میں بے قدر ٹھہرایا اور اس کے ثبوت میں ڈاکو کے بیٹے اور جج والی مثال بیان کی جس طرح ڈاکو کا بیٹا جج بن کر ہماری سیدی کے مقابل میں کوئی فضل ومرتبہ نہیں پاسکتا اور نہ اس کے علم کی ہماری سیدی کے مقابل میں کوئی وقعت ہے جسے بھی حاصل کر سکتے ہیں مگر ہماری سیدی کو وہ نہیں پاسکتا۔تفسیر عزیزی سورۃ بقرۃ ص ۲۰۲میں ہے کہ:''عام نعمت جس میں (خاص نعمت والا اور عام نعمت والے) شریک ہوں،دل میں کوئی وقعت پیدا نہیں کرتی اور شرکاء کی خساست کی وجہ سے نظروں سے گرجاتی ہے۔''

مباحیوں نے اپنی مثال میں علم دین اور علماء کو اسی نظر سے دیکھا اور اپنے نسب کو ترجیح دی اور خود کو فاضل وبرتر مانا۔کتب فتاویٰ میں ہے کہ:''علماء اہلسنت کے بلا کسی شرعی وجہ کے حقیر ٹھہرانے میں کفر کا خوف ہے۔''

مباحیوں کی اس مثال میں ہمیں یہی کفر نظر آتا ہے جس کی تشریح ہم نے کی ہے۔**الطریقۃ المحمدیۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ** رجلد دوم رصفحہ:۱۱۲میں ہے کہ:''جس بات میں کفر کا خوف ہے اس کا حکم یہ ہے کہ توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کا حکم احتیاطاً دیا جائے۔''

اس مثال کے بیان کرنے والوں کو احتیاطاً اس حکم پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

سوال نمبر۱۳: کیا شوہر کے کفر کے خوف سے عورت،نکاح سے بلا طلاق کے نکل جاتی ہے؟

جواب نمبر۱۳: خوفِ کفر حقیقی اور قطعی کفر نہیں ہے اس لئے عورت نکاح کی قید سے بلا طلاق کے نکل نہیں ہوسکتی۔ہاں اگر کوئی شخص اسلام وسنیت اور اسلامی شعار پر رہنے کی شرط پر اپنا نکاح کسی عورت سے کرے اور نکاح کے بعد ان شرائط سے نکل جانے کے لئے خوف کفر اور بددینی میں بیباک ہوجائے اور اسلامی شعار کو ترک کردے اور اپنی بیوی کو اپنی مرادِ نفس پر چلانے کے لئے کچھ کر ڈالوں گا،کی تحریری دھمکی بھی دے تو اس کی عورت اپنے دین ودیانت کی حفاظت کے لئے ان شرائط کی رو سے طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

سوال نمبر۱۴: اگر کسی عورت کا شوہر کفر قطعی کا ارتکاب کرے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے بلا طلاق کے خارج ہو سکتی ہے؟

جواب نمبر۱۴: ہاں شوہر کے کفر قطعی سے عورت بلا طلاق کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اس حالت میں اگر عورت علیحدہ نہ ہو جائے اور اس شخص کو اپنا شوہر ہی جان کر اس کے ساتھ شوہری تعلق جاری رکھے تو وہ زانیہ ہے۔اور اس حال میں ہونے والی اولاد ولد الزنا ہے۔

شوہر کے مرتد ہونے پر عورت کو اختیار ہے اگر خلوت نہیں ہوئی تھی تو ابھی اور اگر خلوت ہوئی تھی تو عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے ،اگر چہ شوہر اسلام لے آئے ،اس پر کچھ اختیار نہیں رکھتا۔(فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح رحصہ اول رصفحہ ۵۷)

یہ ہے زوال نسا کا نسب ۔جس کا جوہلوں اور دین سے بیباکوں میں احتمال ہے۔اسی کو اسعاف الراغبین کے مصنف حضرت علامہ حبّان مصری نے بیان فرمایا کہ:''تیرا نسب صحیح نہیں ہے اللہ ورسول ،جل جلالہٗ وﷺ کے پاس ۔صحیح النسب اہل تقویٰ ہیں ۔''(ملفوظ کبیر حصہ چہارم ص ر۱۰۶)

ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ عام سادات آخرت میں اپنے نسب کے مدعی ہیں جس کا انکے پاس کوئی علم وثبوت نہیں ہے۔

سوال نمبر۱۵: ایک جاہل سید جس نے علماء کرام کی شان میں ڈاکو کے بیٹے والی مثال بیان کی ہے بکر سے اس مثال پر خوفِ کفر کے احکام سن کر اس پر عمل نہ کر کے بکر کے خلاف ایک افترائی سوال کسی عالم کے پاس پیش کر کے اس پر ملنے والے فتوے کی نقل بکر کے پاس بھیجکر بکر کو لکھتا ہے کہ اس فتوے کی رو سے توبہ آپ کو کرنا چاہیے اور تجدید ایمان آپ کو لازم ہے اور تجدید نکاح بھی آپ کو کرنا چاہیے آپ میرے کو کافر مشرک کا فتویٰ دیئے سو وقت سے تجدید نکاح نہیں کیئے ہیں اب بتایئے کہ میری بیوی میرے پر حرام ہے یا آپ کی بیوی آپ پر حرام ہے۔اس کا بھیجا ہوا فتویٰ یہ ہے:.........

نقل فتویٰ

سوال: زید کہتا ہے کہ غیر سید عالم سے سید غیر عالم (اس جاہل کا اپنے آپ کو جاہل سید نا لکھنا تفسیر کبیر کے استدلال کو ثابت کر رہا ہے کہ جہل میں ذلت ونقص اور علم میں عزت وفضل ہے باطل کیا ہے دعویٰ جاہل نے خود تحریری ہی سے اپنی آگاہی پر نہیں ہے۔صوفی) کا درجہ افضل ہے ،یہ کہنے پر بکر زید کو کافر مشرک کا فتویٰ دیا ہے اور ایسا کہنے سے تیرا نکاح ٹوٹ گیا اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوئی مسلمان پر کفر شرک کا فتویٰ کب لگتا ہے۔اوپر کی بتائی ہوئی بحث سے زید کافر مشرک ہے۔کیا بکر زید پر ایسا کہا تو شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب: شرک وکفر کرنے سے مشرک اور کافر ہوگا زید کا قول خلافِ شرع ہے مگر کفر وشرک نہیں ۔بکر کا زید کو کافر ومشرک کہنا جہالت ہے اور شریعت پر افترا کسی مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے ۔اگر جسے کہا وہ حقیقت میں کافر تھا (یعنی ضروریات دین کا منکر تھا) تو اس پر (یہ کافر کو کافر کہنا ہوا) اور نہ یہ کلمہ اس کہنے والے پر پڑے گا (کہ اس نے مصداق ضروریات دین کو کافر کہہ کر اسلام کو کفر بنا دیا) اس حدیث کے بموجب بکر پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور اگر بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی کرنا ہوگا۔انتہیٰ

اس کذاب ومفتری نے جج اور ڈاکو کے بیٹے والی اپنی تحریری مثال اور اس پر خوفِ کفر کے بیان کردہ احکام اپنے مفتی کے پاس پیش نہ کر کے اس افترائی سوال پر ملنے والے فتوے کے رو سے بکر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق حکم شرع بیان فرمایئے۔

جواب نمبر۱۵: اس جاہل سید کے حاصل کردہ فتوے میں بکر پر جو کفر عائد کیا گیا ہے اس سے بکر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاک ہے۔باوجود اس کے وہ اپنے افترائی سوال پر ملنے والے فتویٰ کا محل بکر کو مان رہا ہے تو وہی کفر اس کے گلے کا طوق بن گیا ہے اور وہ اپنی قساوت سے خوف خفر کے ساتھ اس کفر میں بھی پھنس گیا ہے جو اسکے حاصل کردہ فتویٰ میں بیان کیا گیا ہے اور اس نے اپنی قساوت اور کفر میں بھی پھنس گیا ہے جو اس کے حاصل کردہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے اور اس نے اپنی قساوت اور کفر سے عدم نفرت کی وجہ سے آج تک اس بات کا خیال نہیں کیا کہ اس بلا میں خود ہی گرفتار ہوں ۔یہ تمام خرابی توبہ وندامت کی صفت اس کے دل سے نکل جانے اور اس کے توبہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے،توبہ کے سلسلے میں اہلسنت کا مسلک یہ آیا ہے چنانچہ تمہید ابوشکور سالمی صفحہ ۱۱۲ میں

آیا ہے کہ: مومن بندے پرواجب ہے کہ وہ صبح وشام کہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا اَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔''

درمختار کتاب الجہاد صفحہ ۲۲۹ میں ہے کہ: ''زیبا ہے کہ صبح وشام اس دعا سے پناہ چاہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔'' جو صادق امین ﷺ کے وعدے سے کفر سے حفاظت کا سبب ہے۔ تحفۃ المصلی میں ہے کہ: روزانہ ایک بار یا ہفتہ میں ایک بار اپنے نفس اور اپنی بیوی کو کلمہ ردّ کفر اور صفتِ ایمان کی تلقین کریں اور نکاح کی تجدید کرتے رہیں۔

تیسرا الاحکام میں آیا کہ: ''تجدیدی نکاح میں گواہوں کی حاجت نہیں ہے۔'' (گواہوں کی حاجت اس تجدید نکاح میں نہیں ہے جو احتیاطی ہے، اور جو نکاح کفر قطعی سے منقطع ہو اس میں تجدید ایمان کے بعد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ تجرید الشامی، ج، اول، ص ۹۔ صوفیؔ انتہیٰ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تجلیۃ القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ: ''صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں کہتے تھے آیئے ایمان کی تجدید کریں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اے ابی ہریرہ! کلمۂ اسلام بکثرت پڑھ، اور تجدید اسلام کیا کر۔'' (دیلمی)

اس سے ثابت ہوا کہ کفر قطعی کے بغیر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرتے رہنا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک عہد سے اہلسنت وجماعت کا معمول ہے اور کفر کو حلوہ سمجھنا، صرف کلمہ گوئی پر اپنے آپ کو مسلمان جاننا مرتدین، منافقین کا دھرم ہے۔ علانیہ برائی کی توبہ علانیہ، اور خفیہ کی خفیہ ہوگی۔

تفسیر عزیزی، سورۃ بقرۃ، صفحہ ۲۵۵ میں ہے کہ: ''جب آدمی گناہ میں مشہور ہو اور لوگ اس کے گناہ پر مطلع ہوں تو اسے لازم ہے کہ وہ علانیہ توبہ کرے اور لوگوں کو اپنی توبہ کی اطلاع دے کہ وہ جان لیں کہ اس نے گناہ سے منحرف ہو کر صراطِ مستقیم اختیار کی ہے تا کہ اس شخص سے تہمت زائل ہو اور لوگ سوئے ظنی سے محفوظ رہیں۔'' اسی طرح کوئی شخص کسی باطل مذہب سے متہم ہو اور پھر اس پر حق واضح ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ دوسروں کو جو اسے باطل مذہب سے پہچانتے ہیں اپنے باز آنے کی اطلاع دے۔ انتہیٰ۔

جس برائی کا ارتکاب کیا گیا ہے اس سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں۔ تفسیر خزائن العرفان، تفسیر حسینی، شرح رسالہ قیشریہ راز حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ صفحہ ۳۹۰ میں ہے کہ: ''توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ مذموم شرعی سے محمود شرعی کی طرف پلٹ جاوے۔ اس حقیقت کے خلاف توبہ نہ کرنا باطل پرستی اور قساوت کا زندہ ثبوت ہے۔'' حیاۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۴۹۲ میں ہے کہ: ''خلق دنی حرام کا مقدمہ ہے اس لئے اخلاق ذمیمہ سے پرہیز کرنا واجب ہے اور اس جاہل متکبر کی قساوت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانچواں کلمہ جو کفر سے بیزاری اور تجدید ایمان پر مشتمل ہے پڑھنا نہیں چاہتا جو اس کے افترائی سوال پر فتویٰ حاصل کرنے سے ظاہر ہے اس نے توبہ سے بچنے اور بکر پر الزام دھرنے کے لئے وہ افترائی سوال کیا جو گذشتہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس جاہل اور قسی کو کفر وبددینی سے خوف اور بیزاری ہوتی تو یہ تلبیس نہ کرتا بلکہ بکر سے خوفِ کفر کے احکام سن کر ان کی تعمیل کر کے شرائط نکاح کی پابندی کرنے پر آمادہ ہو جاتا اور اس طریقہ سے اسکے قلب میں آہستہ آہستہ تصلب پیدا ہوتا۔ مگر افسوس کہ اس نے صراطِ مستقیم ترک کر کے صراطِ ضالین اختیار کی اور سنی کہلانے ہی کو حقیقی سنیت سمجھا۔

جیسا کہ فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۵ میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ کا خلاف کرنا، اور اپنے اماموں کے مذہب کے خلاف چلنا اور اس کے باوجود اپنے آپ کو سنی سمجھنا جہل یا نادانی یا تعصبِ نفسانی ہے۔''

سوال نمبر ۱۶: علماء اہلسنت کے آداب کیا ہیں؟

جواب نمبر ۱۶: (یہ ان علماء کے آداب ہیں جو اخلاقِ حسنہ اور علم وتقویٰ پر فائز ہیں اور جو علم انہیں ملا ہے اس پر وہ مغرور ومتکبر نہیں ہیں اور جو دیگر علوم اسلامیہ کیساتھ خاص طور پر تفقہ فی الدین پر جو علماء فائز ہیں

ان کے یہ آداب ہیں صرف مدارس اسلامیہ سے فارغ علماء رسوم اس میں داخل نہیں۔حاشیہ)انہیں نام سے بلانا منع ہے۔ان کے حضور وغیاب میں ان کی جگہ پر نہ بیٹھے،انہیں بلانے کے لئے انہیں نہ پکارے بلکہ ان کے دروازے پر ان کے برآمد ہونے کا انتظار کرے،ان کے حضور میں آواز بلند نہ کرے،راستہ میں ان سے آگے نہ چلے ان کی اولاد کا ادب کرے ان کی مجلس میں اپنے اخلاق کی درستی اور دینی باتیں معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوتا رہے ان کی خدمت کرنے کو اپنی سعادت جانے سنی مرشد اور استاد علم دین کے بھی یہی آداب ہیں۔(تعلیم المتعلمین۔یادگار رضا)

سوال نمبر ۱۸: سادات کرام میں بد دینی وکفر وارتداد آنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب نمبر ۱۸: حضرتِ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے سادات کرام میں بد دینی وکفر وارتداد آنے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ سادات نے مکارم اخلاق نہ رکھنے والی عورتوں سے اپنا نکاح کیا اور ان کے بچوں میں ان کی ماں کی بری رگ جنبش میں آئی اور ان بچوں کے مزاج فاسد ہوئے۔(الدر المنظوم)ع

زمین شور سنبل بر نیارد
درتخم عمل ضائع مگرداں
عیب ہے ماں کا سجھ اولاد میں
باپ کے اخلاق گر پیدا نہ ہوں
فرزندے را کہ خوے پدر نیست درنہاد
پائی ذیل مادر انیست باورم

اولاد کے اس پہلے بگاڑ کے بعد اس بگڑی اولاد نے بھی اپنا نکاح مکارم اخلاق سے محروم نسب والے خاندان میں کرنا شروع کیا۔(مباحی سادات کے پاس مکارم اخلاق کوئی چیز نہیں ان کے پاس جو کچھ ہے صرف نسب ہے وہ اپنے نکاح کے لئے مکارم اخلاق والی عورتوں کو تلاش نہیں کرتے اور نہ فسادِ اولاد کا انہیں خوف ہے حیرانی وپریشانی تو سادات اہلسنت کو ہے کہ اس فساد زدہ زمانے میں مکارم اخلاق والے خاندان تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے۔۱۲صوفی۔

مشکل اینست کہ ہر روز تبر می بینم
(۱۲صوفی)

جس سے فاسد ماں کے ساتھ فاسد باپ سے اولاد پیدا ہونے کا سلسلہ قائم ہوگیا اور ساداتی روح صلاح وتقویٰ کی نکل گئی جیسا کہ تفسیر عزیزی پارہ انتیس رص ۱۳۹ میں آیا ہے: تحقیق کا مقام وہ ہے کہ والدین کا غالب حال اولاد میں اثر کر جاتا ہے الولد سر''لابیہ اولاد والد کے باطن کا پوشیدہ حال ہے۔''موجودہ جاہل ودنی ورذیل اور بددین سادات اپنے انہیں فاسد آباء واجداد کی اولاد ہیں جو قریب قیامت کے زمانے سے مندرجہ بالا سبب سے بگڑے ہوئے ہیں ان فاسد آباء واجداد کو نظر انداز کر کے ان کے آباء واجداد پر فخر کرنا جو اولیاء اتقیا ہیں ایک کھلی ہوئی حماقت وجہالت ہے جو ان کی دناءت کا نتیجہ ہے۔

سادات کے بگاڑ کا یہ بنیادی سبب ہے۔اس کے علاوہ چند اور خارجی اسباب بھی ہیں جو ان کے فاسد مزاج اور فاسد کر دیتے ہیں:

(۱) گھر ومحلّہ اور آبادی میں رذیل ودنی صحبت سے سابقہ۔
(۲) حلال روزی کے حاصل کرنے میں لاپرواہی۔
(۳) بددینی پر مشتمل تعلیم اور ان کتب واخبار کا مطالعہ جو بددینی پر مشتمل ہیں۔
(۴) کمینوں،رذیلوں اور بددینوں سے خباثت نفس کی وجہ سے عدم نفرت اور ان سے دوستانہ اختلاط۔
(۵) شرفاء اہلسنت اور علم وادب سے وحشت۔

جہل مرکب سادات کے بگاڑ کے یہ اسباب ہیں۔ورنہ ذریۃ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بگاڑ کی کہاں گنجائش تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ''جزاء اللہ عددہ'' دیکھو۔

☆☆☆

الصواعق القـــادریہ علـــــی المتاھـــات التطہیریہ

ازقلم:۔مفتی عبدالرحمٰن صاحب قبلہ قادری

۸۶/۹۲ء

باعتبار ضرورت قلم کا استعمال:۔

ہمارے اسلاف کا طور وطریقہ رہا ہے کہ جس وقت اور جس دور میں اسلام یا اسلام کے جس رکن پر حملہ ہوا ہے تو انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے اپنی پوری قوت صرف کی ہے۔خواہ وہ ذات الٰہی کا تقدس ہو یا سرکار کی عظمت ورفعت ہو مثلاً امام ربانی مجدد الف ثانی کے دور میں جب دین اکبری نے سر اٹھایا اور خداوند قدوس کی وحدانیت پر حملہ ہوا تو سرکار مجدد الف ثانی کا قلم اکثر اسی پر چلتا رہا اور اکثر اسی مضمون پر کتابیں آتی رہیں۔حتیٰ کہ باطل پرستوں کو کیفر کردار تک پہونچا دیا اور اعلیٰ حضرت سرکار کا زمانہ آیا تو سرکار کی عظمت پر حملہ ہوا دیوبندیت وہابیت جیسے بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا تو اعلیٰ حضرت سرکار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قلم اکثر عظمت رسالت کی حفاظت اور گستاخان مصطفیٰ کی تردید واہانت میں چلتا رہا۔بتانا یہ ہے کہ جب جس پر حملہ ہوا ہے تو ہمارے بزرگوں نے اسی کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور بالخصوص اللہ و رسول کی ذات تو اصل الاصول ہے اللہ کا تقدس اور عظمت مصطفیٰ کی حفاظت اصل ایمان ہے۔اس پندرہویں صدی میں جب کہ ہر طرف سے عظمت رسالت اور مراسم اہل سنت پر حملے ہو رہے ہیں تو اس دور میں علمائے اہل سنت پر لازم ہے کہ فرقہائے باطلہ بالخصوص وہابیوں دیو بندیوں کا ردو ابطال کریں۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶/ صفحہ ۱۰۹/ پر ہے کہ بلاشبہ علمائے اہل سنت پر اعانت سنت واہانت بدعت تحریراً وتقریراً بقدر قدرت فرض اعظم واہم ہے۔اور رد فرقہائے باطلہ کو اہم مقصد سمجھیں۔جیسا کہ شیر بیشۂ سنت نے فتاویٰ حشمتیہ میں لکھا ہے کہ سلفاً و خلفاً ہر قرن وطبقہ میں صحابہ وتابعین سے لیکر ۱۳۱۱ھ تک کے علماء کا یہی داب اور طریقہ رہا ہے کہ ہمیشہ علمائے اہل سنت نے بد مذہبوں اور بد مذہبی کی ردو تفضیح کو اہم مقصد سمجھا۔اس کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸۲/ پر ہے کہ ملک العلماء نے ایک رسالہ لکھا اور اس کو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا اعلیٰ حضرت نے اسے دیکھا اور بہت خوش ہوئے اور فرمایا جزاک اللہ خیراً فی الدارین ساتھ ہی فرمایا'' کاش یہ قوت دفع خباثات جہنمی زیور میں صرف ہوتی کہ اس سے قوم گمراہ ہو رہی ہے'' غور سے دیکھیں اعلیٰ حضرت کے اس جملے کو اس سے خوب روشن ہو گیا کہ دیگر مضامین پر قلم چلانے سے زیادہ اہم فرقہائے باطلہ کے ان حربوں کو ناکام کرنا ہے جس سے قوم گمراہ ہو رہی ہے۔اور رد وہابیہ میں اپنی زیادہ سے زیادہ قوت صرف کرنا ہے۔مگر واہ رے وقت کی ستم ظریفی لوگ اپنے کو سنی بریلوی بھی کہتے ہیں اور رد وہابیہ میں اپنی قوت صرف کرنے کے بجائے ساری قوت مراسم اہل سنت کے بند کرنے وکروانے میں صرف کرتے ہیں۔انہیں میں سے ایک مولوی تطہیر احمد ٹانڈوی ہیں۔

کون مولانا تطہیر احمد:۔ جنکا خیال یہ ہے کہ آج دین کا جو بھی کام ہو رہا ہے وہ صرف میری تقریروں اور تحریروں سے ہو رہا ہے باقی سارے علماء بیکار سارے خطباء بیکار سارے پیران عظام بیکار ہیں اور سب بدعمل ہیں۔اب میں آپ کے سامنے ان کے خیالات کو اور انکے اقتباسات کو بھی جہاں انہوں نے مراسم اہل سنت کو بند کروانے کی کوشش کی ہے یکے بعد دیگرے پیش کرتا ہوں۔

مسلک اعلیٰ حضرت وبریلویت پر حملہ

مولانا تطہیر احمد صاحب اپنی کتاب ''درمیانی اُمت'' کے ص ۱۲۲/ پر لکھتے ہیں۔'' آج کل اہل سنت والجماعت کو ایک الگ گروہ اور بریلوی فرقے کے نام سے نامزد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ہمیں بجائے مسلمان اور سنی کے بریلوی قرار دے کر چھانٹنے کا منصوبہ چل رہا ہے اور ہم ہیں کہ خود ہی اپنے اوپر سے مسلمان اور سنی کا لقب ہٹانے میں لگے ہیں اور خود کو بریلوی کہتے ہیں حالانکہ اہل سنت ہی مسلمان ہیں اور یقیناً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان کی تعلیمات عین اسلام ہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خود کو مسلمان ہی کہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں سنی کہیں۔خود کو بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں بدمذہب لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں اور جب ہمارا مذہب اسلام ہے تو ہماری تنظیموں، اداروں اور مکتبوں کا تعارف بھی اسلامی نام سے ہونا چاہئے جلسوں اور جلوسوں وغیرہ میں نعرے لگانے میں بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ سیدھے سیدھے ایک دم مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کا نعرہ لگانے کے بجائے پہلے اسلام زندہ باد، اہلسنت زندہ باد اُس کے بعد جہاں ضرورت ومصلحت سمجھیں تو مسلک اعلیٰ حضرت یا تعلیمات اعلیٰ حضرت زندہ باد کا نعرہ لگائیں۔

گذارش قادری: مولانا نے لکھا کہ خود کو بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں اس پر گذارش یہ ہے کہ مولانا کی جس کتاب کا اقتباس ہم نے اوپر نقل کیا ہے اس کتاب کے اوپر لکھا ہے ''مصنف مولانا تطہیر رضا رضوی بریلوی'' اور مولانا کی دو تین کتابیں اور نظر سے گذریں سب میں اُنھوں نے اپنے آپ کو بریلوی لکھا ہے تو اب مولانا سے گذارش ہے کہ پہلے آپ اپنی خبر لیں جتنی جگہوں پر ''بریلوی'' لکھا ہے سب کو کاٹ دیں کہ بقول آپ کے بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں۔

اور یہ بدیہی ہے کہ جس بات کا حکم آپ عوام کو دے رہے ہیں کہ بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں اس لئے بریلوی نہ کہو اس کو آپ اچھا سمجھ رہے ہوں گے (اگرچہ وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے، تعمیر نہیں تخریب ہے، بھلائی نہیں تباہی ہے) تو جس صحیح اور اچھے کام کا حکم آپ عوام کو دے رہے ہیں کیا صرف عوام کیلئے ہے یا آپ کیلئے بھی؟ آپ تو اپنی ہر کتاب میں بریلوی لکھتے ہیں اور عوام کو منع کرتے ہیں کیا آپ اس آیت کریمہ کے مصداق ہوئے یا نہیں دیکھو قرآن فرماتا ہے **اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ جس کو آپ صحیح سمجھ رہے ہیں وہ قطعی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ سارے علماء نے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا مدلول تو مدلول ،مفہوم تو مفہوم ہے بلکہ جملے کی بھی حفاظت کی ہے اور اپنے آپ کو ''بریلوی'' کہنے پر فخر محسوس کیا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ بہت سارے علماء کے متفقہ فیصلہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہیں آپ اپنے کو مجتہد یا مجدد تو نہیں تصور کرنے لگے بزعم خویش آپ کچھ بھی تصور کر لیں اس لئے کہ تصور ہر شئے سے متعلق ہوتا ہے۔ ملاحسن میں لکھا ہے'' **التصور یتعلق من کل شئی** ''تصور ہر چیز سے متعلق ہوتا ہے مگر حق یہ ہے کہ جن علماء نے مسلک اعلیٰ حضرت کے جملے کی حفاظت کی ہے اور بریلوی کہنے پر فخر محسوس کیا ہے اُن کے علم وفضل کے سامنے آپ طفل مکتب کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

(۱)........دیکھئے علامہ مدنی میاں صاحب کیا لکھتے ہیں دیکھئے '' آئینۂ صلح کلیت'' صفحہ نمبر ۲۱ر۲۲ر'' وہ مقدس ہدایت یافتہ جماعت حضور نے **ماانا علیہ واصحابی** کہہ کر جس کی پہچان کرائی تھی اور **یداللہ علی الجماعۃ** کہہ کر جس کا تعارف کرایا تھا اسی جماعت کو ہندوپاک کے ایک بڑے حصے میں ''بریلوی'' کہا جاتا ہے۔ اب بریلوی ہونے کیلئے فاضل بریلوی کی ذات گرامی تک کسی کا سلسلۂ علمی یا نسبی یا بیعت وارادت کا پہنچنا یا بریلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا اب اس دنیا کا ہر وہ فرد بریلوی ہے جو مسلک اہل سنت پر واقعی طور پر گامزن ہے''۔ اب آخری جملہ سن لیجئے دیکھئے کیا لکھتے ہیں۔'' اب میں الحمدللہ مسلکاً حنفی، نسباً جیلانی، مشرباً اشرفی اور وطناً کچھوچھوی ہونے کے باوجود اپنے کو بریلوی کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں''۔ مولانا تطہیر صاحب فرمایئے اب تو آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ بریلوی کہنا ہمارا کام ہے یا نہیں؟ علمی اور عملی میدان میں علامہ مدنی میاں صاحب کے سامنے آپ کی حقیقت کیا ہے اس کو بھی آپ جانتے ہوں گے۔

(۲)........دوسری بات یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ جواب دیں کہ ہم دھونرہ ضلع بریلی کے رہنے والے ہیں اس لئے اپنے آپ کو بریلوی لکھتے ہیں۔ تو ہم کہیں گے دھونرہ ضلع بریلی میں مقیم کیا ہوگئے کہ اہمیت اتنی ہوگئی کہ'' درمیانی اُمت''میں بریلوی لکھو'' ذکر خدا اور امام احمد رضا'' میں بریلوی لکھو''امام اور مقتدی'' میں اپنے آپ کو بریلوی لکھو تو کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ سارے سُنیوں کا روحانی وایمانی تعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے شہر بریلی سے ہے۔ آپ سے ایک سوال یہ ہے کہ بتایئے کہ جسم کا تعلق زیادہ مضبوط ہوتا ہے یا روح کا؟ اگر جسم کے تعلق کی وجہ سے وہ بھی خاص بریلی سے نہیں بلکہ ضلع بریلی سے ہونے کی وجہ سے آپ اپنے آپ کو ہر جگہ بریلوی لکھ سکتے ہیں تو سارے سنی مسلمان روحانی اور ایمانی تعلق کی وجہ سے اپنے آپ کو بریلوی کیوں نہیں لکھ سکتے ہیں؟

اب مولانا کا دوسرا جملہ دیکھئے۔

''خود کو بریلوی کہتے ہیں حالانکہ اہل سنت ہی مسلمان ہیں''......قارئین سے گذارش ہے کہ غور سے دیکھیں مولانا کے جملے کو اور للہ انصاف کریں کیا اس سے مترشح نہیں ہوتا ہے کہ بریلویت اہل سنت سے الگ ہے۔ حالانکہ ہم نے مکمل شرح کر دی ہے کہ جو بریلویت ہے وہی اہل سنت ہے تو پھر اس بات کے کہنے کا کیا مطلب ہے کہ لوگ خود کو بریلوی کہتے ہیں حالانکہ اہل سنت ہی مسلمان ہیں۔

حالانکہ مولانا اگر یہ کہتے کہ بریلوی ہی مسلمان ہیں تو بات صحیح ہوتی اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں مثلاً دیوبندی یہ بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں تو کیا مولانا اُن کو بھی مسلمان کہیں گے؟ ہوسکتا ہے مولانا جواب دیں کہ ہم نے دیوبندی کو نہیں اُسے مسلمان کہا ہے جو صحیح معنوں میں اہل سنت ہے اور دیوبندی صرف کہتا ہے حقیقت میں اہل سنت ہے نہیں تو ہم کہیں

گے کہ حقیقت میں اہل سنت ہے کون؟ تو مجبور ہوکر یہ جواب دینا پڑے گا کہ بریلوی ہے۔اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حقیقت میں اہل سنت بریلوی ہی ہے تو قارئین فیصلہ کریں کہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اہل سنت ہی مسلمان ہیں یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ بریلوی ہی مسلمان ہیں۔

''محمدی بنو''

مولانا! آپ نے فتاویٰ فیض الرسول کا حوالہ کئی جگہوں پر دیا ہے ایک حوالہ ہم سے بھی لے لیجئے دیکھئے فتاویٰ ''فیض الرسول'' جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۷/ ....''ایک مولوی نے تقریر میں اعلان کیا کہ تم نہ بریلوی بنو نہ وہابی نہ دیوبندی اور نہ چودھویں صدی کے ملوں کا کہنا مانو صرف محمدی بنو'' ....اس جملے کو لے کر عوام نے سوال کیا کہ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیا کریں اور بریلوی و محمدی میں کیا فرق ہے۔

علامہ بدرِملت کا جواب:

اب علامہ کا جواب سُنیئے۔

''بریلی کے فاضل افضل حضور اعلیٰ حضرت قبلہ مولٰینا محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دین و مذہب جواُن کی کتابوں سے ظاہر ہے وہ وہی ہے جو خالص دینِ محمدی ہے جو بریلوی بننے سے روکتا ہے وہ محمدی بننے سے روکتا ہے۔وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ عندالفقہاء کافر ہے''۔مولانا! ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ بریلوی بننا صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ صحیح کہتے ہیں تو ہم کہیں گے جب بریلوی بننا صحیح ہے تو کہنا کیوں نہیں صحیح ہے۔پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ بریلوی کہنا ہمارا کام نہیں جب مسلمان بننا صحیح ہے، صحیح ہی نہیں بلکہ لازم وضروری ہے تو کہنا کیوں صحیح نہیں؟ اور اگر آپ کہتے ہیں کہ بریلوی بننا غلط ہے یعنی بریلوی نہ بنو تو ہماری گذارش ہے کہ علامہ بدرِملت کا فتویٰ پھر سے غور سے پڑھ لیں اور دیکھیں کہ آپ کس شمار میں آتے ہیں اور آپ کے اوپر عندالفقہاء کیا حکم لگتا ہے؟

فیصلہ: خیال رہے کہ ہم نے صرف سوال کی شق قائم کرنے کیلئے آپ سے اس طرح کا سوال کیا کہ بریلوی بننا صحیح ہے یا غلط، ورنہ سچائی اور حقیقت تو یہ ہے کہ بریلوی بننا صرف صحیح ہی نہیں بلکہ لازم وضروری ہے اس لئے کہ ماقبل آپ نے علامہ کا فتویٰ پڑھا کہ بریلوی بننے سے روکنے والا عندالفقہاء کافر ہے۔غور کیجئے گا ایک ہوتا ہے بریلوی نہ بننا اور ایک ہے بریلوی بننے سے روکنا تو جب بریلوی بننے سے روکنے والے کو علامہ نے عندالفقہاء کافر لکھا ہے تو جو بریلوی ہی نہ ہو وہ عندالفقہاء کیا ہوگا؟ آپ خود سمجھ لیں۔اس لئے بریلوی ہونا ضروری ہے۔اور جب ہم بریلوی ہوگئے تو کہنے میں کیا دقت ہے۔جب ڈاکٹر ہوگئے تو کہنے میں کیا دقت ہے۔جب انجینئر ہوگئے تو کہنے میں کیا دقت ہے۔

مولانا تطہیر گمراہی کے راستے پر

مولانا تطہیر نے اپنی کتاب ذکر خدا اور امام احمد رضا میں جگہ جگہ لکھا کہ: ''فاتحہ سوم چہلم وغیرہ یہ صرف جائز ہیں لوگ نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں''۔کہیں لکھتے ہیں کہ ''لوگوں نے فاتحہ تیجہ چالیسواں کو'' یعنی جتنے مراسم اہل سنت ہیں ان میں سے اکثر کو گنانے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ''عوام نے اس کو فرض وواجب سمجھ لیا ہے اور درگاہوں کے چکر لگانے ہی کو اسلام سمجھنے لگے ہیں جبکہ یہ صرف جائز ومستحب ہیں شرعاً فرض وضروری نہیں نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں''۔

اب اس کے جواب کے لئے میں حضور صدر الافاضل کی کتاب فتاویٰ صدرالافاضل صفحہ نمبر ۵۸۲ سے ایک استفتاء اور اس کا جواب نقل کررہا ہوں اسکو پڑھ کر آپ خود فیصلہ کرلیں کہ مولوی تطہیر گمراہی کے راستے پر ہیں یا نہیں۔

استفتاء:-کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ فاتحہ،سوم اور چہلم وغیرہ جو مدتہائے دراز سے بلانکیر مسلمانوں میں جاری ہے جب تک کہ وہابیہ کا فتنہ نہ اٹھا کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔اس لئے یہ امور وہابیوں کی علامت اور شعار ٹھہرے اب جولوگ ان کاموں کو بند کرنا چاہتے ہیں انکی نسبت کیا حکم ہے آیا مسلمانوں میں تشتت وتفریق کے مرتکب ہیں یا نہیں؟ اور وہابیت کے مدد ومعاون ٹھہریں گے یا نہیں؟ اور وہابیوں کی امداد واعانت اگرچہ بلاقصد ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اب جواب دیکھئے:-

الجواب بعون الملک الوہاب: فاتحہ سوم چہلم وغیرہ امور خیر جس میں اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے انکا استحباب واستحسان دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔مولوی تطہیر اب اسکے آگے کا جملہ دیکھو اور اپنے بارے میں فیصلہ کرو کہ گمراہ ہو یا نہیں؟ حضور صدرالافاضل لکھتے ہیں کہ ان امور خیر کا انکار اور اس پر تشدد اس قوم کا یعنی وہابیوں کا وظیفہ بن گیا ہے اس لئے ان کاموں کے بند کروانے کی تحریک خواہ وہ کسی حیلے یا بہانے سے ہو یقیناً وہابیت کی علامت ہے۔مولوی تطہیر اب تو خود سوچ لیں کہ آپ کے اندر وہابیت کی علامت پائی گئی یا نہیں؟ آپ بھی مراسم اہل سنت کے بند کروانے کے لئے بہت پریشان ہیں۔آپ نماز کا بہانہ لے کر بند کروانہ چاہتے ہیں۔غور سے دیکھو علامہ کے جملے کو کہ خواہ کسی بھی حیلے یا بہانے

سے ہو علامت وہابیت ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ آخر نماز نہ پڑھنے کا درگاہوں اور تیجہ، چالیسواں وغیرہ سے کیا تعلق ہے؟ اگر کوئی نماز کا پابند نہیں ہے تو اسکا مطلب کیا ہے؟ کہ درگاہیں اور تیجے چالیسویں اس کے ذمے دار ہیں۔کیا درگاہوں میں یہی سبق دیا جاتا ہے؟ معاذ اللہ کہ نماز نہ پڑھو میرا جملہ ختم ہوا اور پھر علامہ کا فتویٰ پڑھیئے آگے لکھتے ہیں۔کہ اور یقیناً ایسی تحریک فتنہ پردازی ہے۔اب وہابیوں نے یہ بھی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ کفایت شعاری کے تعلیم کے پردے میں ان امور کے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اب علامہ کی نصیحت سنو مسلمانوں کو ایسی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور ایسے بد مذہبوں کے مکر و کید سے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کے نادان لوگوں کو بچانا چاہئے ان امور کا انکار اور انکی بندش کی کوشش وہابیت کی ترویج اور اس کی کھلی اعانت ہے۔اسمیں بلا قصد کا احتمال محض لغو ہے۔مولوی تطہیر غور سے دیکھیں اس جملے کو یہ آپکے اسی چال کا جواب ہے جو آپ نے ذکر خدا اور امام احمد رضا کے صفحہ ۴۸ پر لکھا۔کہ میرا مقصد کسی باطل فرقے کی معاذ اللہ تائید کرنا نہیں ہے آپ کا مقصد اور ارادہ کچھ بھی ہو مگر آپ کی تحریروں سے کھلی حمایت ثابت ہے۔اور قصد و ارادے کا احتمال محض لغو ہے۔اور جیسے آپ نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ سب تیجہ چالیسواں کو ضروری سمجھتے ہیں بالکل اسی طرح وہابیہ مسلمانوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ تیجہ چالیسواں وغیرہ میں یہ لوگ اسی تعین کو واجب اور ضروری سمجھتے ہیں۔اسکے جواب میں علامہ لکھتے ہیں کہ یہ کہنا کہ مسلمان اسی تعین کو واجب سمجھتے ہیں یہ مسلمانوں پر افتراء ہے۔اب میں کہتا ہوں مولوی تطہیر سے کہ جیسے وہابیوں نے مسلمانوں پر افتراء کیا ایسے ہی آپ بھی مسلمانوں پر افتراء کرتے ہیں اب تو آپ ہی بتائیں کہ آپ کی بولی اور وہابیوں کی بولی میں کیا فرق ہے؟ انہوں نے تعین ایام کو لیکر افتراء کیا اور آپ نے اصل شئی ہی کو لیکر افتراء کر دیا۔

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ اور مولانا تطہیر

مولانا تطہیر اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں کہ تجربہ بھی ایسا ہی ہوا یہ حال میں نے انہیں لوگوں کا دیکھا ہے کہ جس کو آخرت قیامت، دوزخ و جنت سے کوئی سروکار نہیں۔پیری مریدی کو گروہ بندی اور دنیاداری اور ایک دھندہ بنا رکھا ہے۔آخرت انکی فکر سے دور ہے انہیں یہ دھیان ہی نہیں ہے کہ ہمیں مرنا ہے۔خدا کو منہ دکھانا ہے۔جو خدا کا ذکر کرانے چلے تھے وہ خود اپنی ہی منقبتیں اور تعریفیں سن نے میں لگ گئے۔جو یاد الٰہی اور ذکر مصطفیٰ کی لذت حاصل کرنے نکلے تھے وہ پیروں میں الجھ کر رہ گئے۔تصوف اور طریقت کے مبارک سلسلوں کو گروہ بندی بنا ڈالا۔دین دار تو نہ رہے لیکن دین کے ٹھیکے دار بہت ہو گئے۔خدا والے تو چلے گئے اور خدا کو بھلا کر اپنی پوجا پاٹھ اور پرستش میں لگانے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح پھیل گئے معاذ اللہ۔

آپ نے آنجناب کے جلے کٹے جملوں کو تو سن ہی لیا مجھے اس میں کچھ سمجھانے کی ضرورت تو نہیں ہے پھر بھی کچھ باتوں کی طرف توجہ دلا دیتا ہوں۔

نمبر۔۱۔کوئی اپنے پیر کی تعریف کرے تو مجرم ہے۔

نمبر۔۲۔جتنے پیر ہیں سب خدا کو بھول کر اپنی تعریفوں میں لگ گئے۔

نمبر۔۳۔عوام پیروں میں الجھ گئے ۴۔اپنے پیر کی تعظیم کرو تو انکے نزدیک پرستش اور پوجا پاٹھ ہے۔

پیر کا حق کیا ہے؟ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

اب پیر کے حقوق کے تعلق سے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۲ (صفحہ۔۲۵۹ ،۲۶۰) پر اعلیٰ حضرت سرکار نے جو تحریر فرمایا ہے اس میں سے کچھ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۔یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کے فیض سے محروم رہیگا۔

۲۔ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کچھ نہیں ہوتا۔

۳۔مرشد جو وظیفہ بتائے اسکو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اسنے اپنے طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی نے بتایا ہو۔

۴۔مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کے طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

۵۔حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سائے یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۶۔مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

۷۔جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

اس مقام پر اعلیٰ حضرت سرکار نے پچیس حقوق گنائے ہیں جن میں سے ہم نے صرف سات لیا ہے۔اب میں چاہتا ہوں کہ اسی جلد کے صفحہ ۱۵۲ پر جو حقوق اعلیٰ حضرت سرکار نے بتائے ہیں ان میں سے بھی کچھ بیان کر دیا جائے۔

۱۔مرشد کے بغیر اجازت بات کرنا منع ہے۔
۲۔اس کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے۔
۳۔اس کے اولاد کی تعظیم فرض ہے اگر چہ بیجا حال پر ہو۔
۴۔اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے۔
۵۔اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے۔
۶۔اس کے چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے۔
۷۔اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

اب قارئین سے میں پوچھتا ہوں یہ سب جو اعلیٰ حضرت سرکار نے پیر کے حقوق کے تعلق سے بتائے ہیں اگر مرید کرے تو مولوی تطہیر کی زبان میں وہ پرستش کر رہا ہے، پوجا پاٹھ کر رہا ہے معاذ اللہ۔اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں کہ اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے اور اس کی خدمت کرے اور مولوی تطہیر کہہ رہے ہیں کہ سب پیروں میں الجھ کر رہ گئے۔اب بتایئے کہ کون صحیح ہے؟ مولانا تطہیر آپ ان حقوق اور آداب و تعظیم کو جو اعلیٰ حضرت سرکار نے بتایا ہے پرستش اور پوجا پاٹھ کہتے ہیں آپ صرف اتنا بتا دو کہ عبادت اور تعظیم میں کون سی نسبت ہے۔آپ کیا بتائیں گے ہم سے سنیں: عبادت غایت تذلل کو کہتے ہیں اور اس کے لئے عابد کا معبود کی نسبت الوہیت کا اعتقاد رکھنا اور متصرف بالذات جاننا ضروری ہے اور تعظیم اس سے عام ہے۔جناب آپ نے تعظیم کو عبادت کہہ دیا دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔دیکھئے فتاویٰ صدر الافاضل صفحہ نمبر ۱۰۱۔اب آپ کو میرا یہ مشورہ ہے کہ جب معلوم نہ ہو تو انٹ شنٹ حکم نہ لگایا کریں۔

دوسری بات یہ کہ جو غیر خدا کی پرستش اور پوجا کی اجازت دے وہ کافر ہے اور جو غیر خدا کی پرستش کرے وہ بھی کافر ہے۔یہ دیکھئے فتاویٰ امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۶ پر ہے کہ جس نے غیر خدا کی پرستش کی یا کرائی یا اس پر راضی ہوا کافر ہے۔اور مولانا تطہیر صاحب لکھتے ہیں کہ سب خدا کو بھلا کر اپنی پرستش اور پوجا پاٹھ میں لگانے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح پھیل گئے۔اب فتاویٰ امجدیہ کی مذکورہ بالا عبارت دیکھنے کے بعد قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ مولانا تطہیر کے بیان کے مطابق پیران عظام اور ان کے مریدین کافر ہوئے یا نہیں؟ معاذ اللہ رب العالمین۔ہوسکتا ہے کہ مولانا ادھر ادھر کی تاویل کریں کہ ہم نے یہ نہیں یہ مراد لیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ مولانا چاہے جتنا تاویل کر لیں بہر حال بچ نہیں سکتے اس لئے کہ یہی ہیں جنھوں نے یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ طبیعت کیسی ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پیر کا کرم ہے یہ جائز تو ہے مگر مناسب نہیں۔اس کی جگہ پر اللہ کا نام لے کہ اللہ کا فضل ہے یہ بہتر ہے۔اب میری گزارش یہ ہے کہ وہ آدمی جو جائز کہہ کر بہتر پہ عمل کروا رہا ہو وہ بلا تحقیق مسلمانوں کی طرف اور پیران عظام کی طرف پرستش اور پوجا پاٹھ کرنے اور کروانے کی نسبت کر رہا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ یہاں اپنا تقویٰ اور بہتر سب بھول گئے؟ یہ لیجئے احیاء العلوم کی عبارت: **لا تجوز نسبة مسلم الیٰ کبیرة من غیر تحقیق** ''یعنی کسی مسلمان کی نسبت گناہ کبیرہ کی طرف بغیر تحقیق کے جائز نہیں اور اسی عبارت کو امام غزالی کے حوالے سے اعلیٰ حضرت سرکار نے بھی نقل فرمایا ہے مطالعہ فرمایئے فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۱۱ صفحہ ۶۳۔قارئین اب فیصلہ کریں کہ بغیر تحقیق کے گناہ کبیرہ کی نسبت مسلمان کی طرف کرنا جائز نہیں ہے مگر کیا تقویٰ ہے کہ مولانا تطہیر تقویٰ اور بہتر پر عمل کرنے والے نے شرک و کفر یعنی پوجا پاٹھ کی نسبت مسلمانوں اور پیروں کی طرف بغیر تحقیق کے کر دیا کیا یہ صحیح ہے؟

اب دوسری دلیل ملاحظہ کریں.......

میں نے ما قبل میں مولانا تطہیر کا جو اقتباس نقل کیا ہے اس کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ جو ذکر خدا و رسول کرانے چلے تھے وہ اپنی ہی تعریفیں اور منقبتیں سننے میں لگ گئے۔یہ مولانا تطہیر کا جملہ ہے میں پوچھتا ہوں کیا مرید کا اپنے پیر کی منقبت پڑھنا صحیح نہیں؟ کیا پیر کا اپنی منقبت سننا صحیح نہیں؟

مرید کا پڑھنا اور پیر کا سننا صحیح ہے یا نہیں اس کے لئے یہ لیجئے حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۱ پر ہے کہ وعظ خوش بیان حضرت علامہ عبد العلیم صاحب میرٹھی حرمین طیبین سے واپسی پر حضور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو
غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت
محبّ خاص منظور حبیب کبریا تم ہو
علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانے کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو اعلیٰ حضرت سرکار نے ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں بالآخر اعلیٰ حضرت سرکار نے ایک جبہ عطا فرمایا بولئے مولانا تطہیر صاحب مرید منقبت پڑھ رہا ہے

اور اعلیٰ حضرت سرکار اپنی شان میں منقبت سن رہے ہیں اور اس پر نذرانہ دے رہے ہیں۔اب بتائیے آپ کا کیا ہوگا؟ اعلیٰ حضرت سرکار اور علامہ میرٹھی آپ کے رد میں آئے یانہیں؟

کہ جو خدا اور رسول کا ذکر کرانے چلے تھے وہ اپنی ہی منقبتیں اور تعریفیں سننے میں لگ گئے۔

عبداللہ نام رکھا جائے

مولانا تطہیر صاحب اپنی کتاب ذکر خدا اور امام احمد رضا کے صفحہ ۱۲۳ پر لکھتے ہیں۔امام احمد رضا سے ایک استفتاء کیا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے یانہیں؟ امام احمد رضا نے جواب میں فرمایا کہ اپنے آپ کو عبدالنبی کہنا جائز ہے لیکن نام عبداللہ رکھا جائے۔اس جواب کا خلاصہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس فتوے سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ انہوں نے عبدالنبی نام رکھنے کو ناجائز قرار دیا ایسا نہیں ہے۔

یعنی مولانا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سرکار کے فتوے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نام رکھنا جائز ہے اس پر یہ سوال ہوگا کہ جب یہ بھی جائز ہے تو عبداللہ نام رکھنے کا مشورہ کیوں دیا۔اسکا دو جواب مولانا تطہیر نے دیا ہے ملاحظہ کریں۔

جواب ا۔تاکہ حدیث پر عمل ہو جائے اور حدیث میں اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن سارے ناموں میں زیادہ پسند ہے۔

۲۔تاکہ کہیں لوگ انبیاء اولیا کی محبت میں اللہ کو نہ بھول جائیں اور جو مقصود ہے اس سے غافل ہو جائیں۔

مولانا کے کہنے کا مقصد

اس سے مولانا یہ درس دینا چاہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی عبدالنبی کی بجائے عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام رکھیں اب ہم مولانا کے بیان کردہ دونوں وجہوں پر بحث کرتے ہیں۔

پہلی وجہ:-تاکہ حدیث پر عمل ہو جائے اور حدیث میں ہے کہ اللہ نے عبداللہ اور عبدالرحمٰن ناموں کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔اس پر ہماری گزارش یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے کا سبق صرف اسی کے لئے تھا یا اپنے لئے بھی؟ یاد رکھئے اعلیٰ حضرت سرکار کی وہ ذات ہے جو پہلے خود عمل کرتے ہیں پھر دوسروں کو سبق دیتے ہیں۔اب آپ بتائیے کہ اعلیٰ حضرت سرکار نے اپنا نام عبدالمصطفیٰ کیوں رکھا؟ یہ دیکھئے حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲ حضور ملک العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سرکار کا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا ہے اور یہ دیکھئے سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۸۴ علامہ بدر ملت تحریر فرماتے ہیں کہ جس کا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا ہے اور اسی پر بس نہیں یہ لیجئے پوری تفصیل سن لیجئے: آپ کا پیدائشی نام محمد رکھا گیا اور پیدائشی نام کے بعد علم ہندسہ کے اعتبار سے آپ کا تاریخی نام 'المختار' رکھا گیا۔آپ کے دادا یا والد نے آپ کا نام احمد رضا رکھا۔اس کے بعد آپ نے خود اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔فرمایئے مولانا تطہیر صاحب اتنے ناموں میں کہیں عبداللہ بھی دکھائی دے رہا ہے؟ اعلیٰ حضرت سرکار کے والد تو خاتم المحققین تھے۔آپ کے دادا اور والد دونوں بزرگ ہستیاں تھیں انہیں حضرات نے احمد رضا نام رکھا۔کیا ان حضرات کو حدیث پاک پر عمل کرنے کا وہ جذبہ نہیں تھا جو آپ کو ہے؟ مزید براں آپ نے اعلیٰ حضرت سرکار کے بارے میں لکھا کہ انکے سامنے یہ حدیث تھی: کہ اللہ کو سارے ناموں میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن زیادہ پسند ہے اس لئے عبداللہ نام رکھنے کا مشورہ دیا۔

اب میری سنئے والد اور دادا کے احمد رضا نام رکھنے کے بعد خود اعلیٰ حضرت سرکار نے اپنے لئے جس نام کا اضافہ کیا وہ عبدالمصطفیٰ ہے۔ اب بتائیے آپ کے پاس کیا جواب ہوگا آپ کی تشریح کے مطابق اعلیٰ حضرت سرکار کو عبداللہ یا عبدالرحمٰن کا اضافہ کرنا چاہئے نا کہ عبدالمصطفیٰ کا۔آپ اپنی تشریح دیکھیں اور اعلیٰ حضرت سرکار کا فعل و عمل دیکھیں۔موافق ہیں یا مخالف؟ اور ہمارا اعتراض بھی اعلیٰ حضرت سرکار پر نہیں آپ کی کی ہوئی تشریح پر ہے۔ورنہ تو ہم اعلیٰ حضرت نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت سرکار کے در کے کتے ہیں۔

قول فیصل

یہ لیجئے ایک ایسی دلیل جس کے بعد چوں چرا کی گنجائش ہی ختم ہو جاتی ہے۔حکیم الامت علامہ مفتی یار احمد علیہ الرحمہ جاء الحق جلد ا صفحہ ۳۵۴ پر عبدالنبی اور عبدالمصطفیٰ نام رکھنے پر دلائل پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا مربی یا رب کہے تو مشرک نہ ہوگا۔ہاں اس سے بچے تو بھی حرج نہیں۔کیوں کہ یہ نام رکھنا واجب نہیں۔لیکن اس زمانے میں دیوبندیوں وہابیوں کو چڑھانے کے لئے یہ نام رکھے تو باعث برکت اور باعث ثواب ہے۔اور آگے لکھتے ہیں کہ ہم فاتحہ کی بحث میں اس کی تحقیق کر چکے ہیں کہ جس مستحب کام کو اعدائے دین روکنے کی کوشش کریں اس کو ضرور کرنا چاہئے۔اب بتائیے مولانا تطہیر صاحب آپ کے ان اقوال کا کیا ہوگا یہ صرف مستحب ہیں نہ کرو تب بھی کوئی گناہ نہیں۔آپ سن لیا علامہ کے جملے کو کہ جس مستحب کام سے

اعدائے دین روکیں اس کو ضرور کرنا چاہئے۔ اور وہابیوں کو چڑھانے کے لئے عبدالمصطفیٰ نام رکھنا باعث برکت وثواب ہے کیا ان کو خیال نہیں تھا کہ لوگ اللہ کو بھول نہ جائیں؟

صرف ایک آپ ہی دین دار بچے ہیں؟ اب ہم مولانا کی دوسری وجہ پر بحث کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنا نام عبدالنبی کے علاوہ رکھ لے اور اپنے آپ کو زندگی بھر عبدالمصطفیٰ لکھتا، کہتا، سمجھتا رہے تو کیا مقصود حاصل ہو جائیگا۔ آخر پر چار تو عبدالمصطفیٰ ہی کا ہوتا رہیگا۔ اب دیکھو خود اعلیٰ حضرت سرکار نے کیا کیا ہے۔ زندگی بھر اپنے آپ کو عبدالمصطفیٰ کہتے سمجھتے لکھتے رہے۔ جیسا کہ علامہ بدرملت نے سوانح اعلیٰ حضرت کے صفحہ ۳۶۵ پر لکھا ہے کہ جو ہمیشہ اپنے کو عبدالمصطفیٰ سمجھتا، کہتا اور لکھتا رہا بقول آپ کے اعلیٰ حضرت سرکار کو بھی سوچنا چاہئے کہ یہ صرف جائز ہے فرض و واجب تو ہے نہیں میرے عبدالمصطفیٰ کہنے اور لکھنے سے پوری ملت کہنے اور لکھنے لگے گی اور اس طرح لوگ اللہ کو بھول جائیں گے۔ جناب عبدالمصطفیٰ کہنے سے اللہ کو بھول جانے کی جو سوچ ہے وہ صرف آپ کی ہے۔ ورنہ یہ دیکھئے اعلیٰ حضرت سرکار کیا لکھتے ہیں ؎

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

جناب سنئے اعلیٰ حضرت سرکار اپنے آپ کو اس لئے عبد المصطفیٰ لکھتے رہے کہ عبدالمصطفیٰ لکھنے میں وہابیت کی تردید ہے اس لئے کہ وہابیہ اس نام کو شرک بتاتے ہیں اور وہابیوں کی تردید فرض اعظم ہے۔ مگر حیرت ہے آپ پر کہ آپ کے نزدیک تو سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ علماء کھل کر بتائیں کہ تیجہ، چالیسواں، فاتحہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ عبد المصطفیٰ نام رکھنا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ یہ صرف جائز ہے فرض نہیں۔

گزارش قادری کا مطلب

میرے کہنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ عبدالمصطفیٰ نام رکھنے سے نہ تو اللہ کا نام مٹنے والا ہے اور نہ ہی لوگ اللہ کو بھولیں گے بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ والا وہی ہے جو پہلے عبدالمصطفیٰ ہے ورنہ عبد الشیطان ہے۔ اطمینان کے لئے دیکھئے حیات اعلیٰ حضرت (صفحہ۔۲۲۱)
دوسرا اقتباس مولانا اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۹ پر لکھتے ہیں:... کہ امام احمد رضا کی تعلیمات اس بارے میں بھی عوام کے سامنے لانا ضروری ہے وہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ وصدقات وسوم چہلم میں جو صرف ہوا یا جو قبر کو پختہ کیا اور مصارف قدر سنت سے زائد کئے وہ ذمۂ پسر پڑیں گے باقی ورثا کو اس سے سروکار نہیں اسی کے بعد صفحہ نمبر ۱۱۰ پر لکھتے ہیں کہ ایک بار اعلیٰ حضرت سرکار سے پوچھا گیا کفن دفن اور انکی فاتحہ عرس کے لئے کتنے روپے خرچ کئے جائیں تو اعلیٰ حضرت سرکار نے جواب دیا کہ تجہیز وتکفین میں اسی قدر جو عام مسلمانوں کے لئے صرف ہوسکتا ہے۔ فاتحہ عرس کے لئے شرع سے کوئی مطالبہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت سرکار کی ان دونوں عبارتوں پر ہم ایک ساتھ کلام کرتے ہیں پہلے آپ حضرات مولانا تطہیر کا بیان کیا ہوا مطلب سنئے لکھتے ہیں یعنی بزرگوں اور عام مسلمانوں کے کفن، دفن میں خرچے کے اعتبار سے شرعاً کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ اس کے آگے کا جملہ سنئے اور ذہن و فکر کا اندازہ لگایئے لکھتے ہیں۔ کہ ان کی فاتحہ اور عرس وغیرہ میں جو لوگ خوب خرچ کرتے ہیں اس کا شریعت اسلامیہ میں کوئی حکم نہیں ہے۔ وہ اپنی خوشی سے کرتے ہیں نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ حضور نے نہ کیا نہ حکم دیا اور نہ منع کیا۔

گزارش قادری

میری گزارش صرف اتنی ہے کہ سرکار نے تو منع نہیں کیا لیکن مولانا تطہیر نے دبے لفظوں میں اور در پردہ منع کر دیا کہ نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ آخر ایسا بھی تو کہا جا سکتا تھا کہ نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں لیکن کر رہے ہیں تو اچھا کر رہے ہیں کرنے سے انہیں فیض ملتا ہے، فائدہ ہوتا ہے ثواب ملتا ہے۔ مگر یہ ایسا کیسے کہہ دیتے انہیں تو سب بند کروانا ہے کہیں یہ دبی ہوئی چنگاری تو نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہر کام صرف گناہ سے بچنے کیلئے کیا جاتا ہے؟ نہیں ایسا قطعاً نہیں بلکہ بہت سارے کام صرف اس لئے کئے جاتے ہیں کہ ان میں فائدہ ہے ثواب ہے اچھا ہے۔ حدیث میں آیا ہے ''انما الاعمال بالنیات'' عملوں کا دارو مدار نیت پر ہے۔ تو اب جس کو فائدہ چاہئے ثواب چاہئے بزرگوں کا فیض چاہئے وہ خوب خرچ کر رہا ہے آپ کو کیا تکلیف ہے اگر آپ کو نہ چاہئے تو آپ الگ رہیں عوام کو اتنا غلط مشورہ کیوں دیتے ہیں۔

پہلے اقتباس کے تعلق سے مولانا کے جملے

مولانا صفحہ نمبر ۱۱۰ پر لکھتے ہیں کہ یہاں میں اتنا اور کہوں گا کہ نیاز فاتحہ یا پکی قبریں بنوانا شرعاً ضروری نہیں ہیں تو انکے لئے جو چندہ کرنے کا رواج ہو گیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

گزارش قادری

یہاں میری گزارش یہ ہے کہ یہ جزئیہ کس کتاب میں ہے کہ

چندہ صرف اسی کام کے لئے صحیح ہے جو فرض و واجب اور شرعاً ضروری ہو ۔کیا جو کام جائز ہو اور مستحب ہو اس کے لئے چندہ کرنا غلط ہے واہ رے مفتی واہ رے فتویٰ۔اب آپ اپنا ہی شعر سن لیجئے

گر ہمیں مفتی وہمیں افتاء
کارامت تمام خواہد شد

دوسروں کو جاہل انپڑھ کہنے والے اپنی بھی خبر لے لو۔

شیطانی وسوسہ

میں نے ابتداء میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ مولانا کا خیال ہے کہ اس وقت دین کا کام صرف میری تقریروں اور میری تحریروں سے چل رہا ہے اگر میرا یہ دعویٰ صحیح ہے تو یقیناً یہ شیطانی وسوسہ ہے۔اب میرے اس دعوے کی صحت و غلط کو جاننے کے لئے اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۷ کا اقتباس ملاحظہ کریں۔اور یہ جو عوام کی بڑی تعداد نے نیاز و نذر تیجے دسویں چالیسویں عرس جلسے اور جلوس کو فرض و واجب سمجھ لیا ہے اور شرعاً ضروری سمجھ لیا ہے کہ ہر حال میں کرنا ہی ہے خواہ غریب ہو یا مالدار بھلے ہی ادھار اور قرض لے کر کرے اس زیادتی اور غلو میں بڑا دخل ان مولویوں اور مقرروں کا ہے جنہوں نے ان کاموں کے جائز ہونے کا ثبوت تو دئے اور وہابیوں کا رد کر کے اپنی پبلک کو خوش کرتے رہے لیکن کھل کر یہ نہ بتا سکے کہ یہ کام صرف جائز و مستحب ہیں ضروری نہیں۔اگر کوئی نہ بھی کرے تو گنہگار نہیں اور ان کاموں کے لئے قرض اور ادھار لینا مناسب نہیں۔انہیں تو ہر وہ بات کہنا ہے جس سے پبلک خوش ہو، پروگرام ملیں، نذرانے بڑھیں، امامت چلتی رہے، مریدوں کی تعداد بڑھتی رہے بھلے ہی دین کا کچھ ہو۔اور عوام پوڑیاں، حلوے، کھچڑے اور ملیدے پکانے کھانے اور درگاہوں کے چکر لگانے ہی کو اسلام سمجھنے لگیں۔

گزارش قادری

قارئین کرام فیصلہ کریں کہ جو دعویٰ ہم نے انکے خیال کے بارے میں کیا تھا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ آئے دن وہابیوں کے حملے ہوتے رہتے ہیں وہ علماء جو انکا دنداں شکن جواب دیتے ہیں اور مذکورہ چیزوں کے جواز کا ثبوت دیتے ہیں وہ سب بیکار ہیں انہیں دین کا کوئی درد نہیں وہ نذرانے کے پیچھے دوڑنے والے ہیں مریدوں کی تعداد بڑھانے میں لگے ہیں، خواہ دین کا کچھ ہو یعنی وہ دین کا کچھ نہیں کر رہے ہیں۔علمائے حق سب کچھ کرنے کے بعد بھی مولانا کے نزدیک کچھ نہیں کر رہے ہیں جانتے ہیں کیوں؟ صرف اس لئے کہ جہاں یہ بتایا کہ تیجے، چالیسویں وغیرہ جائز ہیں وہیں یہ کیوں نہیں بتایا کہ یہ ضروری نہیں، نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں۔کیونکہ مولانا کے نزدیک دین کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ جتنے جائز و مستحبات اور مراسم اہل سنت ہیں ان کے بارے میں یہ بتا دیا جائے کہ یہ فرض نہیں نہ کرو جب بھی کوئی گناہ نہیں۔یہ ہے ان کی سمجھداری اور ان کی سب سے بڑی دینداری۔

تجزیہ

اب ہم مولانا کے پورے اقتباس کا الگ الگ تجزیہ کرتے ہیں۔اولاً ہمیں ان کا پہلا ہی جملہ تسلیم نہیں کہ ایک بڑی تعداد نے اس کو فرض و واجب سمجھ لیا ہے۔یہ بیجا الزام اور اپنی سمجھ کو دوسرے پر تھوپنا ہے۔حیرت ہے آخر مولانا کے یہاں کسی کے فرض و واجب ہونے کا دارو مدار کس پر ہے کیا کسی چیز کے کرنے سے یہ سمجھا جائیگا کہ وہ اسے فرض سمجھ کر کر رہا ہے اگر ایسا ہی ہے تو شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے بارے میں کیا خیال ہے وہ ہمیشہ میلاد شریف کرتے رہے اور اعلیٰ حضرت سرکار کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو ہمیشہ ۱۲ ربیع النور شریف کو جشن ولادت مناتے رہے۔دیکھئے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کیا یہ حضرات فرض سمجھ کر کر رہے تھے۔اگر آپ یہ کہیں کہ وہ ایک زبردست عالم دین تھے ان کے بارے میں ایسا خیال نہیں کیا جا سکتا۔تو ہم کہیں گے کہ جناب علماء کا فعل عوام کے لئے دلیل ہوتا ہے۔بقول آپ کے عوام کو گمرہی سے بچانے کے لئے ترک کر دینا چاہئے تا کہ لوگ فرض و واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔یہ مستحب ہی تو ہے کہ نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں۔اسی عقل پر رونا آتا ہے۔قابل غور:-یہ ہے کہ کسی کے فعل سے کوئی دوسرا فرض و واجب سمجھ لے یہ اس کے سمجھ کی غلطی ہے پھر بھی ایک حد تک سوچا جا سکتا ہے مگر کسی کے فعل سے اس کی سمجھ کو سمجھ لینا اور اس طرح یقین کے ساتھ کہہ دینا کہ وہ فرض و واجب سمجھ رہا ہے یہ آپ ہی کا کمال ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ مولانا ہر ایک کا ذہن آپ جیسا نہیں ہوتا جب وہابیوں کی طرف سے حملہ ہوا کہ مذکورہ چیزیں ناجائز ہیں تو اہل سنت کی طرف سے علمائے حق نے انکے جواز کے دلائل پیش کئے مولانا آپ کو اتنا تو معلوم ہوگا کہ کسی چیز کا مستحب ہونا اور شی ہے اور کسی چیز کا فرض ہونا اور شی ہے۔وہ عالم تھے وہ جانتے تھے اور جانتے ہیں کہ ہم نے جب مذکورہ چیزوں کو جائز و مستحب کہہ دیا تو اسی سے سمجھ میں آ گیا کہ وہ فرض نہیں۔اس لئے کہ جائز و مستحب کہنے کا لازمہ یہ ہے کہ وہ فرض نہیں ہے۔اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو اور آسان انداز میں سمجھیں کہ جب کہہ دیا کہ دن ہے تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ رات نہیں ہے۔مولانا کچھ سمجھا بھی کریں۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۴ پر لکھا ہے کہ ہر جائز پر عمل کرنا ضروری نہیں البتہ ہر ناجائز سے بچنا ضروری ہے مولانا سنئے اگر ہر جائز پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے تو نہ کرنا بھی تو ضروری نہیں ہے مثلاً پانی پینا ضروری نہیں ہے تو نہ پینا بھی تو ضروری نہیں جب دونوں پہلو برابر ہے تو پھر آپ بند کروانے پر ہی کیوں لگے ہیں آخر لوگ عمل کرتے رہیں تو آپ کو کیا پریشانی ہے۔ جب کہ آپ کو کم سے کم اتنا تو معلوم ہی ہوگا کہ عمل کرنے میں بہرحال فائدہ ہے۔

قارئین توجہ کریں کہ ایک کام ایسا ہے کہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور کرنے میں کوئی فائدہ بھی نہیں اور ایک کام ایسا ہے کہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور کرنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے تو کون ذی عقل یہ کہیگا کہ نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے نہ کرو۔ اگرچہ کرنے میں فائدہ ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ مبلغ ہیں یا مخرب ہیں اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ نہ کرنے میں گناہ نہیں مگر کرنے میں فائدہ ہے تو فائدہ کے لئے کیا جائیگا۔ لوگوں کے کرنے سے آپ نے سمجھ لیا کہ وہ فرض سمجھ کر کر رہے ہیں اور اگر ہم سمجھ لیں کہ آپ کی تحریر سے وہابیوں کے طرز تحریر کی بو آتی ہے کہیں در پردہ آپ حمایت تو نہیں کر رہے ہیں تو آپ ناراض ہو جائیں گے حالانکہ آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اگر آپ پوری ملت کے بارے میں ایسا سوچ سکتے ہیں تو ہم اگر آپ کے بارے میں ایسا سوچ لیں تو کیا غلط ہے۔ لیکن ہم زیادہ گمان کرنے سے بچتے ہیں اس لئے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ہے'' **فاجتنبوا کثیرا من الظن فان بعض الظن اثم کبیر** ''یعنی زیادہ گمان کرنے سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ کبیرہ ہیں۔ اور ہمیں گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہونا ہے۔ کیا اعلیٰ حضرت سرکار کے زمانے میں یہ سب نہیں ہوتے تھے۔ مگر جب اعلیٰ حضرت سرکار لکھیں تو اس طریقے سے لکھیں کہ اگر فرض سمجھنے کا خطرہ ہو مگر آنجناب نے تو ایک بڑی تعداد کے فرض سمجھنے کا دعویٰ ہی کر دیا۔

اب مولانا کے دوسرے جملے کو دیکھیں اور دبی ہوئی چنگاری کا اندازہ لگائیں۔ لکھتے ہیں کہ وہابیوں کا رد کر کے اپنی پبلک کو خوش کرتے رہے لیکن کھل کر یہ نہ بتا سکے کہ یہ کام صرف جائز و مستحب ہے ضروری نہیں۔

گزارش قادری

قارئین سے صرف اتنی گزارش ہے کہ مولانا کے تیور اور طرز تحریر کو ملاحظہ کریں مولانا کی تحریر کا انداز بتا رہا ہے کہ وہابیوں کا رد کرنا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔ جب کہ اعلیٰ حضرت سرکار نے ردوہابیہ کو فرض اعظم لکھا ہے اور میں نے اپنے مضمون کے شروع ہی میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ثابت کر دیا ہے مگر مولانا کے نزدیک سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ کھل کر کے یہ کہہ دو کہ مراسم اہل سنت شرعاً ضروری نہیں ہیں۔ تاکہ لوگ سب چھوڑ دیں معاذ اللہ۔ مزید براں آپ حضرات مولانا کا نظریہ دیکھیں کیسا لکھتے ہیں کہ وہابیوں کا رد کر کے اپنی پبلک کو خوش کرتے رہے میں پوچھتا ہوں کیا یہ بدگمانی نہیں؟ سارے علماء صرف پبلک کو خوش کرنے کے لئے ردوہابیہ کرتے ہیں؟ کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی رضا کے لئے ردوہابیہ کرتا ہو صرف دنیا میں یہی ایک بچے ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے کام کرتے ہیں باقی سب دنیادار ہیں۔ معاذ اللہ۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے کسی کے دل میں جھانک کے کیسے دیکھ لیا کہ یہ پبلک کی رضا کے لئے کرتے ہیں یا اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ ظنوالمؤمنین خیراً'' مومنین کے بارے میں اچھا گمان کرو کیا یہی اچھا گمان ہے۔

بزرگوں کے مزار پر چادر ڈالنا

احکام شریعت صفحہ نمبر ۷۹ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا کہ بزرگوں کے مزار پر چادر ڈالنے روشنی کرنے امتیاز دینے قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیا سے خار ہے۔ مولانا تطہیر صاحب دیکھو یہاں اعلیٰ حضرت سرکار کا تیور کیسا ہے؟ ان سب چیزوں کے بند کروانے کے لئے آپ بہت پریشان ہیں بتایئے آپ جاہل کج فہم ہیں یا آپ کے دل میں عظمت اولیا سے خار ہے؟

ایک سے زائد چادریں ڈالنا

ابھی ماضی قریب کے کچھ دنوں سے سننے میں آرہا ہے کہ کچھ لوگوں کو بزرگوں کے مزار پر ایک سے زائد چادر ڈالنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ ایک سے زائد چادر ڈالنا فضول خرچی ہے ان سے کون پوچھے کہ اپنے نذرانے کے بارے میں بھی کبھی سوچا یہ فضول خرچی ہے یا نہیں؟ کہ دوسو روپیہ کرایہ لگتا ہے تو پانچ سولے لو اور پانچ سو نذرانہ لے لو کیا یہ کم ہے مگر ایک ہزار کی جگہ پر پانچ ہزار لینا فضول خرچی ہے یا نہیں؟ بس صرف بزرگوں کے مزار پر ہی فضول خرچی نظر آتی ہے۔ اسی کو کہا جاتا ہے:

دلکی دبی چین نہیں لینے دیتی ہے

اب میں آپ کے سامنے اعلیٰ حضرت سرکار کا وہ قول پیش کرتا ہوں جو ان حضرات کی دلیل ہے اعلیٰ حضرت سرکار احکام شریعت کے صفحہ نمبر ۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب چادر موجود ہو اور ہنوز وہ پرانی نہ ہوئی ہو یا خراب نہ ہوئی ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں وہ ولی اللہ کے ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ اب میں کہتا ہوں اپنے مقصد کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت کی صرف اتنی عبارت پیش کرنا اور اس کے بعد کی عبارت کو چھوڑ دینا نا انصافی ہے یا نہیں؟ اس کے بعد کی عبارت جہاں سے ایک سے زائد چادر چڑھانے کا ثبوت ملتا ہے اس کو چھوڑ دیا ہے اور وہ عبارت یہ ہے۔ ''اعلیٰ حضرت سرکار تحریر فرماتے ہیں ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زیادہ ہو تو خدام و مساکین اور حاجت مند لے لیتے ہوں اس نیت سے ڈالے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار کی اس عبارت کو پڑھ کر قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ ایک سے زائد چادر ڈالنے کا راستہ اعلیٰ حضرت سرکار نے بتایا یا نہیں۔

لفظ وہابی اچھا ہے وہابیت اچھی نہیں

مولانا تطہیر نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ لفظ وہابی اچھا ہے وہابیت اچھی نہیں یہ لفظ وہابی کو اچھا کہہ کر کیا پیغام دینا چاہتے ہیں یہی جانیں مگر مولانا کے اس جملے پر میرے کچھ سوالات ہیں ملاحظہ کریں۔

پہلے اصول سمجھ لیجئے

فن منطق میں ایک ہوتا ہے دال ایک ہوتا ہے مدلول اب دونو ں کی تعریف سنیں دال وہ جو کسی پر دلالت کرے۔ مدلول وہ جس پر کوئی دلالت کرے۔ یعنی جو دلالت کرے خواہ لفظ ہو یا غیر لفظ وہ دال ہوگا اور جس پر دلالت کریگا وہ مدلول ہوگا۔ مثلاً لفظ زید کہ جب لفظ زید بولے تو اس لفظ نے ذات زید پر دلالت کیا تو لفظ زید دال ہے اور ذات زید مدلول اتنا سمجھنے کے بعد اب مولانا کے جملے کو دیکھیں کہ لفظ وہابی اچھا ہے وہابیت اچھی نہیں میں پوچھتا ہوں وہابی وہی ہے جس کے اندر وہابیت ہو تو جب وہابیت ہی اچھی نہیں ہے تو وہابی کیسے اچھا ہو گیا۔ ہوسکتا ہے مولانا جواب دیں کہ ہم نے وہابی کو نہیں لفظ وہابی کو اچھا کہا ہے تو ہم کہیں گے کہ لفظ وہابی کو اچھا کہہ کر آپ تبلیغ کا کون سا فرض اعظم ادا کرنا چاہتے ہیں مزید براں ہم کہتے ہیں کہ اگر لفظ ہی مراد لیا جائے تو جیسے لفظ وہابی اچھا ہے ویسے ہی لفظ وہابیت بھی اچھا ہے اور اگر مدلول مراد لیا جائے تو نہ وہابی اچھا ہے نہ وہابیت اچھی ہے دونوں برے ہیں پھر مولانا آپ سے گزارش ہے کہ آپ وہابی میں لفظ مراد لے کر اور وہابیت میں معنی مراد لے کر کون سا پیغام دینا چاہتے ہیں کیا یہ در پردہ وہابیوں کی حمایت نہیں ہے کیا یہ گمراہی کا دروازہ نہیں کھولنا ہے مولانا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اچھے اور برے ہونے کا اعتبار اور تعریف و توہین کا اعتبار عرف پر ہوتا ہے اب آپ عرف سمجھ لیجئے۔

عرف کی تعریف فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

اپنے قطر کی بلاد کثیرہ کے تعامل ناس کو عرف کہتے ہیں اور جناب ملک کے بلاد کیرہ نہیں بلکہ پورے ملک میں وہابیوں کو برا سمجھتے ہیں اور وہابی ہے بھی برا آپ کو یہ کیسے یقین ہو گیا کہ آپ کے لفظ وہابی کہنے سے پبلک بھی لفظ وہابی ہی سمجھے گی جب کہ آپ ہی نے سارے علماء وخطباء کو مشورہ دیا ہے کہ سارے علماء نے جہاں جلسہ جلوس تیجہ، چالیسواں وغیرہ کو جائز و مستحب کہا ہے وہیں ان پر لازم ہے کہ وہ یہ بھی بتائیں کہ یہ فرض نہیں ہے۔ ورنہ انپڑھوں کی تعداد زیادہ ہے لوگ فرض وواجب نہ سمجھ لیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ مشورہ آپ یہاں کیوں بھول گئے؟ اگر لفظ وہابی کو اچھا کہنے سے لوگ وہابی کو اچھا سمجھ لیں اور گمراہ ہو جائیں تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اس لئے کہ انپڑھوں کی تعداد زیادہ ہے بقول آپ کے۔

دوسرا قانون جب مبدا اچھا ہوتا ہے تو مشتق بھی اچھا ہوتا ہے اور جب مبدا برا ہوتا ہے تو مشتق بھی برا ہوتا ہے۔ جب آپ نے لفظ وہابی کو اچھا کہہ دیا تو وہابیت بری کیسے ہوگئی؟ اور پھر اگر آپ وہی رٹ لگائیں کہ لفظ وہابی کو اچھا کہا ہے، تو پھر آپ مجھے بھی اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک سوال کروں کہ بالفرض اگر آپ مسجد حرام سے آئے ہوں تو کیا ہم آپ کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟ اس لئے کہ اگر لفظ وہابی برا نہیں تو لفظ حرامی بدرجۂ اولیٰ برا نہیں۔

قانونی غلطی

مولانا تطہیر صاحب نے اپنی اسی کتاب کے ۶۲ نمبر پر مشکوۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی اور اس کی تشریح کرتے ہوئے ایک قانون بیان کیا جو غلط ہے اب آپ دیکھیں کہ وہ حدیث کیا ہے۔ **''لا تقولوا ماشاء اللّٰہ و شاء فلان ولاکن قولوا ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان''** یعنی یہ نہ کہو کہ اللہ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یہ کہو کہ اللہ چاہے پھر فلاں چاہے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اور بھی جب لانا شرک نہیں تو اور کی جگہ پھر کیوں استعمال کرنے کے لئے کہا گیا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اردو میں (اور) عربی میں ''واؤ'' صرف شرکت کے لئے آتا ہے جب کہ ''پھر'' اور عربی میں ''ثم'' اس کے ساتھ

ساتھ تاخیراوردوری کے لئے آتا ہے۔واؤ کی جگہ پر ثم اس لئے لائے کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ معاذ اللہ حضور اللہ کے شریک وساجھی ہیں اورکائنات کانظام دونوں مل کر چلا رہے ہیں۔

گزارش قادری

سب سے پہلے میری گزارش تو یہ ہے کہ ان کا بیان کردہ قانون ہی صحیح نہیں ہے کہ عربی میں واوصرف شرکت کے لئے آتا ہے۔ بلکہ شرکت کے ساتھ اتنا بڑھانا ضروری ہے کہ اس کے لئے مساوات ومعیت لازم نہیں تا کہ سامع وقاری غلط فہمی میں مبتلا ہوکر''اللہ ورسول چاہیں'' جیسا جملہ بولنے والے پر کفروشرک کا فتویٰ لگا کر خود اُس کی زد میں نہ آئیں۔اس لئے کہ اعلیٰ حضرت سرکار نے''**الامن والعلی**'' کے اندر تحریر فرمایا ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا یہ بات فی نفسہ ممنوع نہیں اس لئے کہ اس میں ''واو'' مطلق جمع کے لئے ہے نا مساوات کے لئے نہ معیت کے لئے۔نیز اصول الشاشی کے حاشیہ میں ہے''الواولمطلق الجمع''

المطلق : ''معنی الاطلاق کون الجمع اعم من ان یکون مع الترتیب والمقارنه او بدونهما''۔

الجمع :''ای لاشتراک المعطوف والمعطوف علیه فی الحکم المتعلق بالاول'' اب بتایئے مولانا تطہیر احمد صاحب کہاں گیا وہ آپ کا قانون کہ واوعربی میں صرف شرکت کے لئے آتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار تو کہتے ہیں کہ واو مطلق جمع کے لئے ہے نہ مساوات کے لئے اورنہ معیت کے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی مساوات و معیت کے لئے بھی آتا ہے اورآپ کہتے ہیں کہ عربی میں ''واؤ'' صرف شرکت کے لئے آتا ہے۔بتایئے **لاتأكل السمک وتشرب اللبن** جو''نحومیر''میں ہے اس میں واو کیسا ہے؟اور **جاء البرد والجبات** جو'' ہدایۃ النحو''میں آیا ہے یہ واوکس لئے ہے؟

مزید براں دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت سرکار نے کس طرح آپ جیسے قول کرنے والوں کی تردید کی ہے۔فرماتے ہیں''**اقول و ھٰذه نکتة غفل عنها بعض الجهلاء فجوز ماشاء الله ثم شاء فلان و زعم ان لواتی بالواو لکان شرکاً جلیا فانما یتم ان کانت الواو المستویه و هو باطل قطعاً قال الله تعالیٰ ان الله و ملائکته یصلون علیٰ النبی قال الله تعالیٰ اغنهم الله و رسو له**'' اعلیٰ حضرت سرکار کی ان عبارتوں سے تو مولانا کے قانون کی دھجی اڑگئی لیکن قارئین شاید نہ سمجھے ہوں اس لئے ہلکی سی وضاحت کر دیتا ہوں ۔کہ ان اللہ وملائکتہ میں واوکس کے لئے ہے اغنھم اللہ ورسولہ میں واوکس کے لئے ہے مولانا کے بقول ان سب جگہوں پر واو نہیں ثم ہونا چاہئے۔اس لئے کہ مولانا کے نزدیک واوصرف شرکت کے لئے آتا ہے۔دوسری بات یہ کہ مولانا نے لکھا کہ واوصرف شرکت کے لئے آتا ہے اور''ثم'' شرکت کے ساتھ ساتھ تاخیراوردوری کے لئے بھی آتا ہے۔اس لئے''واؤ'' کی جگہ پر ثم لانے کا حکم ہوا تا کہ کسی کو شریک ہونے کا وہم نہ ہو جائے۔ہم کہتے ہیں کہ مولانا آپ نے ابھی کہا کہ''ثم'' کے اندر شرکت کا معنیٰ ہے تو''ثم'' بھی تو لانے میں شرکت کا وہم ہوسکتا ہے بس فرق اتنا ہے کہ اللہ پہلے اور مصطفیٰ بعد میں صحیح بات یہ ہے کہ حدیث پاک لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے بالکل صحیح تھی۔اس لئے کہ خدا کی مشیت مشیت ذاتیہ ہے اور سرکار کی مشیت مشیت عطائیہ ہے اسی مشیت عطائیہ مبارکہ کے تحت صحابۂ کرام سرکار کے نام پاک کو اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا۔مگر چونکہ طریقہ ادب کے زیادہ اقرب یہ ہے کہ فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو۔تا کہ کسی احمق کو طعن کرنے کا موقع نہ ملے۔اس لئے صرف دہن دوزی مخالفان کی وجہ سے بدل دیا۔دیکھو'' **الامن والعلی** ''اس لئے سرکار کو خیال آیا پھر بھی نہیں بدلے۔حتیٰ کہ کافر نے بکا پھر بھی نہیں بدلے۔اس لئے کہ بات فی نفسہ ممنوع نہیں تھی۔جب طفیل بن سخرہ نے خواب دیکھا تب بدلا۔اعلیٰ حضرت سرکار کا جملہ دیکھو فرماتے ہیں صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔

غیرضروری کوضروری کرنا

مولانا تطہیر صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۸ پر لکھتے ہیں کہ انکے لئے ضروری ہے یعنی تقریر وتحریر والوں پر ضروری ہے کہ جہاں انہوں نے مراسم اہل سنت کے جواز کا ثبوت دئے وہیں اوراسی موقع پر فوراً یہ بتائیں کہ یہ صرف جائز ہیں مستحب ہیں فرض وواجب شرعاً لازم وضروری نہیں نہ کرنے والا بھی گنہگار نہیں۔

گزارش قادری

میں پوچھتا ہوں مولانا تطہیر سے کہ کیا یہ غیرضروری کوضروری کرنا نہیں ہے۔اگر یہ بتانا ہی ضروری ہے کہ یہ فرض نہیں نہ کرنے والا گنہگار نہیں تو دیکھئے کتنے بڑے بڑے لوگ اس کی زد میں آتے ہیں۔آخر اعلیٰ حضرت سرکار اور حضور صدرالافاضل بھی تو تقریر وتحریر والے تھے انہوں نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ یہ صرف جائز ہے نہ کرنے والا گنہگار

نہیں۔ یہ لیجئے فتاویٰ صدرالافاضل صفحہ نمبر ۵۸۳۔حضور صدرالافاضل نے فرمایا کہ فاتحہ سوم چہلم وغیرہ امور خیر جس میں ایصال ثواب کیا جاتا ہے ان کا استحسان واستحباب دلائل شرعیہ سے ثابت ہے یہاں مولانا تطہیر کے مطابق حضور صدرالافاضل کو کہنا چاہئے کہ فرض نہیں ہے نہ کرنے والا گنہگار بھی نہیں۔آپ کے ضروری پر انہوں نے کیوں نہیں عمل کیا۔اور دیکھئے اعلیٰ حضرت سرکار نے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۲۶۸ پر لکھا (میلاد شریف اور قیام وغیرہ کے تعلق سے) کہ یہ سب باتیں جائز و مستحسن ہیں اور باعث برکت ہیں۔گزارش یہ ہے کہ یہاں اعلیٰ حضرت سرکار نے کیوں نہیں بتایا کہ یہ سب باتیں صرف جائز و مستحسن ہیں ضروری نہیں۔نہ کرنے والا گنہگار نہیں۔بتایئے مولانا تطہیر صاحب یہ اعلیٰ حضرت سرکار نے آپ کے ضروری پر عمل کیوں نہیں فرمایا۔اور آگے دیکھئے اعلیٰ حضرت سرکار اسی جلد نمبر ۱۱ کے صفحہ ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ قیام وقت ذکر ولادت سیدالانام بلاشبہ مستحب و مستحسن ہے مولانا تطہیر صاحب آپ کے قول کے مطابق اعلیٰ حضرت سرکار کو یہ لکھنا چاہئے کہ یہ ضروری نہیں ہے صرف جائز ومستحب ہے اس کا نہ کرنے والا گنہگار نہیں۔بتایئے اعلیٰ حضرت سرکار نے آپکے ضروری پر کیوں نہیں عمل کیا؟ ہوسکتا ہے کہ آپ کہیں کہ وہ زمانہ الگ تھا یہ الگ ہے۔اب حالات بدل گئے ہیں تو سنئے حالات کچھ نہیں بدلے بس فرق اتنا ہے کہ آپ بدل گئے ہیں۔اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بھی یہ سب ہوتا تھا لیکن آپ کا یہ ضروری والا قانون کہیں نہیں ملتا۔

گمراہی اور کفر

مولانا تطہیر صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۵ پر لکھتے ہیں کہ جو گوشت کھانے کو مطلقاً ناجائز وحرام کہے وہ گمراہ ہے کیونکہ اسلام میں گوشت کھانا جائز ہے ضروری نہیں اگر ضروری ہوتا تو فرض و واجب کہا جاتا۔

مولانا تطہیر صاحب نے گوشت کھانا مطلقا ناجائز وحرام کہنے والے کو گمراہ لکھا ہے اب دیکھئے اعلیٰ حضرت سرکار کیا لکھتے ہیں۔یہ لیجئے فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۶۶ لکھتے ہیں کہ گوشت کھانے کو مطلقا حرام کہنا کفر ہے۔

کفر اور گمراہی میں فرق

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۰۹ پر اعلیٰ حضرت سرکار تحریر فرماتے ہیں کہ......

حاشا ان میں کوئی بات کفر تو کفر گمراہی کی بھی نہیں۔اعلیٰ حضرت سرکار کی اس عبارت سے خوب روشن ہوگیا کہ گمراہی الگ شئ ہے کفر الگ شئ ہے۔یہ فرق تو میں نے اعلیٰ حضرت سرکار کی عبارت سے ثابت کیا اگر ضرورت پڑی تو آنے والی قسط میں ہم اصولی اور قانونی بحث کریں گے۔

کیا بزرگوں کے ذکر سے خدا کا ذکر مٹتا ہے

مولانا تطہیر احمد صاحب اپنی کتاب مذکور کے صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ اگر بزرگوں کا ذکر اس منزل اور حد کو پہونچ جائے کہ اس کے ذریعے ذکر خدا مٹنے لگے یا اس کی لذت ختم ہونے لگے بزرگوں کو پکارنا یا ان سے مدد مانگنا اس منزل میں پہونچ جائے کہ اللہ سے دعا مانگنے میں کمی آنے لگے یا اس کا رواج ختم ہونے لگے تو یہ خالص بدعت سیئہ ہے۔

مذکورہ اقتباس کو سامنے رکھیں اور میں فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۴۴۱ سے سرکار مفتئ اعظم کے فتوے کے چند جملے پیش کرتا ہوں اس کو ملاحظہ کریں۔سرکار مفتئ اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ محبوبان خدا و پیشوایان دین حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کا ذکر مسلمانوں کے دین میں ذکر خدا ہی ہے۔

مردان خدا خدا نہ باشند   لیکن ز خدا جدا نہ باشند

ان کا ذکر باعث رحمت و برکت اور کار ثواب ہے، ان کا ذکر خدا کی عبادت ہے۔نیچے لکھتے ہیں کہ دیوبندی جانتے ہیں کہ جب تک ان محبوبان خدا کا ذکر مسلمانوں میں رائج رہیگا مسلمانوں کو ان سے محبت رہیگی۔ وہ ان کے دام تزویر میں آسانی سے نہ پھنس سکیں گے۔عجب بالائے عجب۔

میں نے تو ابھی تک یہ سنا تھا اور جانا تھا کہ بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے بگڑا ہوا آدمی سنور جاتا ہے، بدکار نیکوکار بن جاتا ہے۔مگر یہ پہلی بار سن رہا ہوں کہ بزرگوں کی بارگاہ میں جانے سے درگاہوں پر حاضری دینے سے، انبیاء اور اولیا کا ذکر کرنے سے لوگ اللہ ہی کو بھولے جارہے ہیں۔معاذ اللہ۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

ہماری دلیل مکمل ہوچکی۔لیکن اب میں ایسی گفتگو کرنے جارہا ہوں جو اپنا مزاج ہے۔

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ذکر اللہ یعنی اللہ کا ذکر صرف اللہ اللہ کرنے سے ہوتا ہے اس کے علاوہ سے نہیں، آپ کی تحریروں سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے اگر کسی نے ولی اللہ کہا یا، یارسول اللہ کہا تو اللہ کا ذکر ہوا کہ نہیں۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ذکر اللہ کی نقیض کیا ہے، عدم ذکر اللہ

یاذ کرولی اللہ یا کچھ اور؟

اس کے بعد آپ یہ بتائیں کہ محبوبان خدا کا ذکر ذکراللہ ہے یا عدم ذکراللہ؟ اگر آپ جواب دیں کہ ذکر ولی اللہ ذکراللہ ہے تو ہم کہیں گے جب تو بالکل ٹھیک ہے پھر آپ کو پریشانی کیوں ہے؟ پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے ذکر سے اللہ کا ذکر مٹ رہا ہے۔ جانتے ہیں آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہو گیا؟ کہ ذکراللہ سے ذکراللہ مٹ رہا ہے۔ عجب بالائے عجب! کہنے سے پہلے سمجھ لیا کریں۔

اور اگر آپ جواب دیں کہ ذکر ولی اللہ عدم ذکراللہ ہے تو ہم کہیں گے کہ پہلے آپ سرکار مفتی اعظم کے فتوے کو پڑھ لیجئے جو ہم نے ماقبل میں نقل کیا ہے۔ کہ محبوبان خدا کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے۔ تو سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ فرمائیں کہ ذکر ولی اللہ ذکراللہ ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ عدم ذکراللہ ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ دماغ کا علاج کرالیں تاکہ بات صحیح سمجھ میں آئے۔

مزید برآں بتایئے **تبت یدابی لھب** پڑھنا ذکراللہ ہے یا نہیں؟ اس میں تو کہیں اللہ کا نام نہیں آیا سورۂ منافقون پڑھنا ذکراللہ ہے یا نہیں؟ وہ آیات جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے اُن کا پڑھنا ذکراللہ ہے یا نہیں؟

خیال رہے کہ ان آیات میں اگرچہ مذکور کفار یا بُت ہیں مگر کلام تو اللہ کا ہے۔ کلام الٰہی کا ذکر تو ذکراللہ ہے مگر رحمت الٰہی یا نورِ الٰہی کا ذکر ذکراللہ نہ ہو یہ کہاں کا انصاف ہے؟

مولانا تطہیر کے باطل تابوت پر آخری کیل

مولانا نے اپنی اسی کتاب (یعنی ذکر خدا اور امام احمد رضا) کے صفحہ ۱۰۷ پر لکھا کہ ایک بڑی تعداد نے نیاز و نذر تیجے، دسویں، چالیسویں، عرس، جلسے اور جلوس کو فرض وواجب اور شرعاً ضروری سمجھ لیا ہے کہ ہر حال میں کرنا ہی ہے خواہ غریب ہو یا مالدار ان میں بڑا دخل مولویوں مقرروں کا ہے۔

دوسرا اقتباس

مولانا کتاب مذکور کے اسی صفحہ ۱۰۷ پر تھوڑا سا اوپر لکھتے ہیں کہ آج خود اہل سنت کہنے والوں میں ایک بڑا گروہ ایسا ہو گیا ہے جس کا مذہب اسلام بس طرح طرح کی نیازیں اور فاتحائیں، عرس کرنا درگاہوں کی حاضری جلسے اور جلوس ہو کر رہ گیا۔

تیسرا اقتباس

آج کل نماز پڑھنے کے بعد مدینے شریف کی طرف منہ کرکے ہاتھ باندھ کر حضور پر صلوٰۃ سلام پڑھنے کا جو دستور ہے اس کو بھی کبھی کبھی چھوڑ دینا چاہئے تا کہ لوگ اس کو فرض وواجب نہ سمجھنے لگیں۔

مسکت اور دنداں شکن بحث

قارئین حضرات غور کریں کہ مولانا نے پہلے اوقتباس میں لکھا کہ عوام کی ایک بڑی تعداد نے مراسم اہل سنت کو فرض وواجب سمجھ لیا ہے۔ دوسرے اقتباس میں لکھا کہ ایک گروہ کے نزدیک اسلام فاتحہ اور جلسہ جلوس ہو کر رہ گیا۔ تیسرے اقتباس میں لکھا کہ سلام پڑھنے کا جو دستور ہے اس کو کبھی کبھی ترک کر دینا چاہئے۔

گزارش قادری

یہ لیجئے مشکوۃ باب القصد فی العمل:- میں ہے ''**احب الاعمال الی اللّٰہ ادومھا**'' اللہ کے نزدیک اچھا کام وہ ہے جو ہمیشہ ہو اس سے پتا چلا کہ ہر کار خیر کو پابندی سے کرنا مستحب ہے۔

مگر مصیبت تو یہ ہے کہ اگر آپ پابندی سے کریں گے تو مولانا تطہیر کہیں گے کہ آپ نے فرض وواجب سمجھ لیا ہے۔ اس لئے اب ہم ان کے فرض وواجب کی خبر لیتے ہیں۔

کیا پابندی وجوب کی علامت ہے

مسلمان ہر عید کو اچھے کپڑے پہنتے ہیں، ہر جمعہ کو غسل کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، مدارس میں ہر رمضان و جمعہ میں چھٹی کرتے ہیں، ہر سال امتحان لیتے ہیں، ہر رات کو سوتے ہیں، ہر دوپہر کو کھانا کھاتے ہیں تو کیا ان سب کو واجب سمجھتے ہیں یا پابندی کرنا وجوب کی علامت ہے؟

مولانا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر زمانے میں اہل ایمان کی علامات مختلف رہی ہیں اور حسب زمانہ علامات کفار سے بچنا علامات اہل ایمان اختیار کرنا ضروری ہے۔ دیکھئے مشکوۃ کتاب الایمان: اول اسلام میں فرمایا گیا جس نے **لا الٰہ الا اللّٰہ** کہہ دیا جنتی ہو گیا کہ اس وقت کلمہ پڑھنا ہی ایمان کی علامت تھی۔ اور دیکھئے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری فرماتے ہیں:

کہ کسی نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ سنی کی علامت کیا ہے فرمایا ''**حب الختنین تفضیل الشیخین والمسح علی الکفین**'' یعنی سیدنا عثمان وعلی سے محبت رکھنا شیخین کو تمام امت پر افضل جاننا اور چمڑے کے موزے پر مسح کرنا اس طرح سے اور بھی بہت سے دلائل ذہن میں ہیں لیکن طوالت کے خوف سے میں آخری اور اصل دلیل پیش کر کے مدعیٰ ثابت کرنے جارہا ہوں۔

یہ لیجئے درمختار باب المیاہ میں ''**والتوضو من الحوض افضل رغما للمعتزله**'' یعنی حوض سے وضو کرنا افضل ہے معتزلہ کو جلانے کے لئے اسی جگہ شامی میں ہے ''**لان المعتزلة لا یجوزونه من الحیاض فنرغمهم بالوضوء منها**'' یعنی معتزلہ حوض سے وضو کرنے کو ناجائز کہتے ہیں لہٰذا ان کو ہم حوض سے وضو کر کے جلائیں گے۔

مولانا تطہیر احمد صاحب ماتھے سے پسینہ پوچھ کر اب ان جملوں کو پڑھنے کے لئے تیار ہو جایئے جو آنے والے ہیں۔ یہ جملے آپ کی جان پر آفت ہوں گے۔

یہ دیکھئے جاء الحق جلد اول صفحہ ۲۴۵ علامہ مذکورہ بالا عبارتوں کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ دیکھو حوض سے وضو کرنا چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا وغیرہ واجبات میں سے نہیں ہیں لیکن چونکہ اُس زمانے میں اس کے منکر پیدا ہو گئے تھے اس لئے ان کو سنی کی پہچان قرار دیا۔ مولانا تطہیر احمد صاحب اب آگے کا جملہ سنئے! علامہ لکھتے ہیں کہ اسی طرح قیام، میلاد، فاتحہ وغیرہ واجبات میں سے نہیں ہیں مگر چونکہ اس کے منکر پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا فی زمانہ یہ ہندوستان میں سنی ہونے کی علامت ہے اور علامت سنیت کا لحاظ بہر حال موکد ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۸۷

بولیئے مولانا تطہیر صاحب اب کیا ہوگا آپ کے لئے۔ آپ علامت سنیت ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کو اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا کہ اس کا لحاظ بہر حال موکد ہے۔

اسی پر بس نہیں علامہ کے آگے کا جملہ سنئے اور یہ جملہ آپ کے لئے موت ہے۔ علامہ لکھتے ہیں کہ نیز شامی کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی جائز یا مستحب کام سے بلا وجہ لوگ روکیں تو اس کو ضرور کرے۔ اور یہی علامہ صفحہ ۳۵۴ پر اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم اس کی تحقیق فاتحہ کی بحث میں کر چکے ہیں کہ جس مستحب کام کو اعدائے دین روکنے کی کوشش کریں اس کو ضرور کرنا چاہیئے۔

فرمایئے مولانا تطہیر صاحب آپ کہتے ہیں کہ یہ سب کرنا ضروری نہیں کبھی کبھی چھوڑ دیں اور علامہ کہتے ہیں کہ ضرور کریں۔

اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ

اعلیٰ حضرت سرکار کے فتوے کو پڑھنے سے پہلے آپ حضرات علامہ یار احمد کی ایک تحریر کو پڑھ لیں۔ (مراۃ المناجیح صفحہ ۱۶۸) پر لکھتے ہیں کہ جس سنت کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو اس پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی عمل کی رغبت دلائے۔ جیسے زمانۂ موجودہ میں 'داڑھی رکھنا'۔ علامہ کی اس عبارت سے پتا چلا کہ داڑھی رکھنا سنت ہے۔ اب اعلیٰ حضرت سرکار کا فتویٰ سنئے! اعلیٰ حضرت سرکار کی بارگاہ میں ایک سوال ہوا کہ ایک شخص سے پوچھا تم نے داڑھی کیوں مڑائی تو کہا کہ سنت ہے۔

اب اعلیٰ حضرت سرکار کا جواب ملاحظہ کریں اعلیٰ حضرت سرکار لکھتے ہیں کہ اگر یہ مطلب تھا کہ داڑھی رکھنا صرف سنت ہے فرض وواجب نہیں کہ اس کے ترک سے میں نے گناہ کیا تو یہ جواب اگر چہ اس کا شیطانی ہے مگر کفر سے بچ جائے گا۔ اب مولانا تطہیر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ بھی کہتے ہیں کہ یہ صرف جائز ہے مستحب ہے ترک میں کوئی گناہ نہیں۔ آپ کے اس کہنے سے اگر کوئی مزارات اولیاء کی زیارت چھوڑ دے درگاہوں پر حاضری نہ دے اور اس سے پوچھا جائے کہ تو درگاہوں پر حاضری کیوں نہیں دیتا یا مزارات اولیاء کی زیارت کیوں نہیں کرتا تو اگر وہ جواب دے کہ یہ صرف جائز ومستحب ہے بقول مولانا تطہیر کے فرض وواجب تو نہیں ہے کہ گناہ ہو تو بتایئے اعلیٰ حضرت سرکار کے فتوے کی روشنی میں یہ اس کا جواب شیطانی ہوگا یا نہیں؟

ہم نے ماقبل میں (بقول مولانا تطہیر کے) کی قید لگائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ یار احمد خاں صاحب نے مراۃ المناجیح کے صفحہ ۱۷۸ پر لکھا کہ بزرگوں کی یادگاریں قائم کرنا سنت ہے۔ اور اسی کے آگے لکھتے ہیں کہ اس جگہ مرقاۃ نے فرمایا کہ بدعت حسنہ سنت سے ملحق ہے اور اعلیٰ حضرت سرکار فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مزارات اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس ﷺ وخلفائے راشدین سے ثابت ہے۔ اس سے پتا چلا کہ مزارات اولیاء پر حاضر ہونا سنت سرکار وخلفائے راشدین ہے۔ مزید براں اعلیٰ حضرت سرکار اسی جلد کے صفحہ ۹۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جاہلوں میں جو بدعت مثل رقص ومزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں۔ مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ اس میں تو صاف اعلیٰ حضرت سرکار نے کہہ دیا کہ زیارت سنت ہے۔

☆☆☆

جماعت اہلسنّت کا فتنۂ اکبر یعنی ندوی یٰسین اختر (قسط دوم)

ازقلم:- سید محمد ہاشمی رضوی صاحب پھول گلی، ممبئی

۷۸۶/۹۲

مولانا یٰسین اختر مصباحی ندوی جو اپنی دانشوری کے زعم اور قلم کے زور پر نہ صرف سواد اعظم اہلسنّت میں انتشار وافتراق پیدا کر رہے ہیں، بلکہ علماء کی توہین اور مدارسِ اہلسنت کی تنقیص میں اپنے قلم کی ساری توانائی کو بے جا صرف کر رہے ہیں اور دیوانگی میں جماعت اہلسنّت کی رگوں میں خطرناک جراثیم منتقل کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔

اہلسنّت میں آج جو انتشار، اختلاف اور گروپ بندی ہے، اس کے ذمہ دار یٰسین ندوی مصباحی جیسے غیر ذمہ دار لوگ ہیں۔ جو اپنے قلم کی دھونس جما کر، دانشوری کی آڑ اور خود فریبی میں غیر عرفانی اور گھنونے کام انجام دے رہیں اور افتراق امت کا ناپاک بیڑہ اٹھا رکھے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں مولانا یٰسین اختر سے کہ۔

☆''عرفان مذہب ومسلک'' نامی کتاب لکھنے کی آپ کو ضرورت کیوں پیش آئی؟

☆ کیا یہ غیر شعوری عمل، پراگندہ فکر اور عدم عرفان کا نتیجہ نہیں؟؟

☆اس کتاب کی وجہ سے علماء اور عوام میں جو اضطراب کا ماحول پیدا ہوا ہے، اس کا ذمہ دار کون ہے؟

☆ کیا یہ افعال شنیعہ تخریبی ذہن کا نتیجہ نہیں؟

☆ مسلک اعلیٰ حضرت کو فرضی، مزعومہ اور نوزائدہ مسلک کہتے ہوئے آپ کی غیرت ایمانی نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟؟؟

☆دعوت اسلامی (جو ایک صلح کلی اور گمراہ تحریک ہے، جس تحریک کے دستور میں ردِّ بدمذہباں کرنے کی سخت ممانعت ہے۔) کی جانب صلح کلیت کی نسبت سے ناراضگی کا اظہار کرنا اور اس کی جانب سے سوالات کرنا، کیا یہ صلح کلیت نوازی نہیں؟؟

یقیناً ان مصباحی ندوی کا دل ودماغ دونوں مفلوج ہو چکا ہے، تبھی تو غیر شعوری افعال انجام دے رہے ہیں۔

علمائے اہلسنت کو دھمکی

اپنی کتاب ''عرفانِ مذہب ومسلک'' میں لکھتے ہیں: کہ 'وقت کا انتظار کیجئے۔ حساب وکتاب ہوگا اور اچھی طرح ہوگا۔ حال کا ہی نہیں بلکہ ماضی کا بھی قرض چکایا جائے گا اور پھر پوری جماعت سر کے آنکھوں سے دیکھے گی، کہ ان شر پسندوں حاسدوں کا چہرہ کس طرح بے نقاب ہوتا ہے، ضبط وتحمل کا ان فتنہ انگیزوں نے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، مگر اب جلد ہی انہیں مرحلۂ احتساب سے بھی گذرنا ہوگا (عرفان مذہب ومسلک، طبع جدید، ص:۱۱۱)

علمائے اہلسنّت کے ماضی پر قلم اٹھانے کی دھمکی دینے والے آنکھ اور دل کے اندھے کو چاہئے کہ وہ پہلے ماضی کے ساتھ اپنا مستقبل پڑھ لے۔

غیر مقلدیت وصلح کلیت کے علمبرداروں کے ہاتھ کئی بار بکنے والے خبطُ الحواسی کے شکار کسی ندوی کے اندر اتنی جرأت کہ علمائے اہلسنّت کی شان میں لب کشائی کرے!! علماء کو جاہل کہے، علماء کو انتشار پسند کہے، علماء کو فتنہ کہے، اور علماء کو دھمکی دے۔ آخر یہ ہمت وحوصلہ اس بزدل کے اندر کہاں سے آگیا؟

یہ وہی ندوی مصباحی ہیں جو آج تک کھل کر وہابیوں غیر مقلدوں ودیگر گستاخانِ رسول کے خلاف لکھنے کی جرأت نہیں کر سکے۔ دورِ حاضر کے فتنۂ عظیم مرتد طاہر الپادری کے بارے میں بھی چند سطر کھل کر لکھ نہ سکے اور اب چلے ہیں علمائے اہلسنت کے خلاف لکھنے کی جسارت کرنے۔

☆ان جیسے بے شعور بے فکر قلمکار کے پاس ان بدمذہبوں پادریوں اور آج کے صلح کلی عطاریوں کے خلاف لکھنے کے لئے وقت کیوں نہیں؟

☆ان کے اندر وہابیوں بدمذہبوں اور صلحِ کلیوں کا ردِّ بلیغ کرنے اور ان کے ساتھ قطعِ تعلق کا جذبہ کیوں نہیں؟؟

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

☆ ان ندوی مصباحی قلمکار کے پاس بریلی شریف آکر براہ راست حضور تاج الشریعہ سے گفتگو کرنے کی فرصت نہیں!

☆ قلمکاری کا دھونس جما کر جماعت اہلسنت میں انتشار وافتراق کا ماحول پیدا کرنے والے ان ندوی مصباحی کو بار بار کہا گیا کہ وہ بریلی شریف آئیں یا بریلی شریف سے کسی کو دہلی بلائیں، لیکن ابتک ان کا کوئی جواب نہیں، آخر کیوں؟؟؟

☆ کہیں ایسا تو نہیں کہ بریلی شریف سے اتفاق ہونے کی صورت میں مخالفین بریلی شریف وحاسدین مسلک اعلی حضرت اور اہل ثروت صلح کلیوں کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہے؟؟

ندوی صاحب پہلے ان سوالوں کا جواب دیں، پھر علماء اہلسنّت کے ماضی کی بات کریں، اگر مِلّت کا ذرا بھی درد ہوتا تو ضرور مذکورہ باتوں پر سنجیدگی کے ساتھ سوچتے اور فلاح امت کے لئے اقدام کرتے۔ کان کھول کر سن لیں!!!

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت کو بیوقوف نہ سمجھیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت کو آپ جیسی گندی ذہنیت رکھنے والے اور مغرور ومتکبر مصباحیوں کی ضرورت نہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت آپ جیسے مصباحیوں سے سخت بیزار ہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت کو جدید تحقیق کی آڑ میں گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش نہ کریں تو بہتر ہے۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت کے دلوں میں مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت کی سچی محبت راسخ ہے، آپ جیسے لوگ اسے لوگوں کے دلوں سے نہیں نکال پائیں گے۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت دور حاضر میں اپنا قائد و پیشوا اور امیر سرکار تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ ہی کو مانتے ہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت نے عمارتوں کی بنیاد پر بریلی کو مرکز نہیں مانا، بلکہ سرکار اعلیٰ حضرت وسرکار مفتی اعظم کی ذات کی بنیاد پر مرکز مانا ہے۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت حضور تاج الشریعہ کو قاضی القضاۃ اور حضور محدث کبیر کو نائب قاضی القضاۃ تسلیم کرتے ہیں اور انہیں کے قول کو حق سمجھتے ہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت بریلی شریف شرعی کونسل کے فقہی سیمینار کے فیصلے کو ہی لائق عمل اور شریعت کے عین مطابق سمجھتے ہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت اسی تحقیق کو مانتے ہیں جو فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ کسی مفت کے مفتی کی فتنہ انگیزی کو ہم تحقیق نہیں جانتے۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت کو مسائلِ جدیدہ کے نام پر کسی مجوّزِ مسائلِ فاسدہ کی ضرورت نہیں۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت ایسے قلم کار کو اپنا تسلیم کرتے ہیں، جس کے قلم سے مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی ہوتی ہو۔

☆ علمائے حق وعوام اہلسنّت یٰسین اختر ندوی مصباحی، خوشتر جیسے بدتر اور ذیشان جیسے آوارہ ذہنیت کے لوگوں کو جماعت اہلسنت میں غیروں کے اشارے پر انتشار وافتراق وفتنہ ساز کارندہ مانتے ہیں۔

ندوی صاحب آپ مسلک اعلیٰ حضرت کی کیا بات کریں گے۔ آپ کی شبیہ ابتر ہو چکی ہے، پہلے اسے سدھارنے کی فکر کریں! اپنے اسٹیجوں پر وہابیوں صلح کلیوں کو بلانے اور ان کے اسٹیجوں پر بے دھڑک جا کر آپ کس مسلک کی ترجمانی کر رہے ہیں؟؟ اسلاف کرام کی مثال دینے یا ان کو دلیل میں لانے سے پہلے ان کی سیرت کو تو اپنایئے! اپنے اندر تصلب تو پیدا کیجئے!!!! اسلاف جیسا ایمانی جذبہ پیدا کیجئے۔

کہاں وہ اسلاف کرام حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، ملک العلماء، برہان ملت، مجاہد ملت، صدر الشریعہ، علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، حافظ ملت، پاسبانِ ملت اور علامہ ارشد القادری رحمہم اللہ اور کہاں آپ۔

تعجب ہے جناب کی فہم وبصیرت اور طرفداروں کی طرفداری پر!

یہ ہمارے وہ اسلاف ہیں، جن کے نقوشِ قدم ہمارے لئے راہِ ہدایت اور نجات اخروی کے سامان مہیا کرتے ہیں، انہوں نے کبھی بھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی غیر کے ماحول میں ڈھلے بلکہ ہر جگہ اعلان حق بلا خوف وخطر فرمایا کئے۔

ممبئی کا ہی واقعہ ہے، مستان تالاب میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے زیر اہتمام منعقد ایک جلسہ میں جہاں مختلف مکتبۂ فکر کے لوگ شریک تھے، برہان ملت کو جب موقع دیا گیا، تو آپ نے مائک تھام کر برملا یہ اعلانِ حق فرمایا کہ 'کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارا ان بدمذہبوں یعنی وہابیوں رافضیوں سے اتحاد ہو گیا، نہیں بالکل نہیں، ہم نے ان کو ان کے عقائد باطلہ کے سبب کافر ومرتد جانا مانا ہے اور جب تک یہ اپنے انہیں عقائد پر رہیں گے ہم ان کو کافر ومرتد جانتے مانتے اور کہتے رہیں گے۔

صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ حجاز مقدس میں بھی جا کر حق کا اظہار فرماتے تھے چنانچہ حضور مجاہد ملت کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو حجاز مقدس میں نجدیوں نے گرفتار کیا اور پوچھا کہ آپ ہمارے امام کی اقتدا کیوں نہیں کرتے؟ تو اس وقت مجاہد ملت نے کسی مصلحت سے کام نہ لیا، بلکہ آپ نے حق واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس لئے اس امام کی اقتدا میں نماز ادا نہیں کرتا ہوں کہ یہ امام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ، علم غیب اور وسیلہ وغیرہ کا منکر ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے، لہٰذا ایسے کافر و مرتد امام کی اقتداء جائز نہیں اس لئے حبیب الرحمٰن ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور جب قاضی کے سامنے آپ کو پیش کیا گیا، تو آپ اس نجدی قاضی کے سامنے بلا خوف و خطر اس کے ہر سوال کا جواب دیتے رہے، یہاں تک کہ اس نجدی قاضی کو آپ نے لاجواب کر دیا۔ (سبحان اللہ) اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں مگر مولانا یٰسین اختر جیسیلوگوں کو یہ کہاں نظر آئے گا

ع دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

مصباحی صاحب اگر آپ ان کی مثال دیتے ہیں اور ان کے نقوش راہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیوں نہیں اپنے اسٹیجوں پر وہابیوں دیوبندیوں کی موجودگی میں ان کے کفر و ارتداد کا اعلان کرتے؟ کیسے کریں گے؟ جو خود کو سنی کہلاتا ہو اور وہابیوں، غیر مقلدوں اور صلح کلیوں کا مال بھی شوق سے کھاتا ہو تو اس سے اس طرح کے اعلان حق کی امید بھی نہیں کی جاسکتی!!!

ہمارے وہ اسلاف کرام تھے جنہوں نے ہر جگہ چاہے اپنوں میں ہوں یا بیگانوں میں، اعلان حق فرما کر اپنے فریضے کو بخوبی انجام دیا اور اپنے مسلک کا کبھی کسی حال میں سودا نہیں کیا۔ لیکن مصباحی صاحب کے زبان و قلم کا حال یہ ہے کہ عطاری مال ملے تو عطاری بولی...... وہابی مال ملے تو وہابی بولی...... غیر مقلد کا مال ملے تو غیر مقلد جیسی بولی...... یعنی جسکی دعوت اس کے جیسی خطابت۔

☆☆☆☆

آلِ رسول اور عالمِ دین کی توہین

یٰسین اختر ندوی مصباحی کی شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں اور گستاخیاں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ اب علماء اہلسنّت اور مدارس اہلسنّت کی تنقیص و تنقید تک محدود نہ رہیں اب تو سادات کرام کو بھی اپنا نشانہ بنا کر ان کی تنقیص شان میں اپنا ''فرضی قلم'' چلانے کی جسارت کر رہے ہیں اور گستاخی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

''فتنہ انگیز، صلح کلیت نواز'' اپنی کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' میں لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ ابھی نومبر و دسمبر ۲۰۱۳ء میں بمبئی کے اندر ایسے ہی کچھ افراد نے منصوبہ بند طریقے سے پے در پے متعدد اجلاس کرائے، جس کے ایک جلسے میں ایک ''مولوی'' نے اپنی تقریر میں اشرفیہ مبارک پور کو چندہ نہ دینے کی عوام سے اپیل کی، جس کی تردید'' اگرچہ اسی طرح کے دوسرے جلسے میں ہوگئی'' مگر اس تردید کے باوجود، دو ایک روز کے بعد اسی طرح کے جلسے میں ایک ''دوسرے مولوی'' نے اپنی تقریر میں یہ ''جاہلانہ فتویٰ دے ڈالا'' کہ اشرفیہ مبارک پور کو چندہ دینا ناجائز و حرام ہے''۔ (عرفان مذہب ومسلک، طبع جدید، ص:۱۱۰)

مذکورہ تحریر میں جماعت اہلسنت کے باوقار عالم دین اور جامعہ اشرفیہ کے قدیم اور وفادار فارغ التحصیل پاسبان شریعت حضرت علامہ سید حسینی میاں اشرفی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ذات کو نشانہ بنایا گیا ہے اور اس میں لفظ 'مولوی (بطور تنقیص)' لکھا گیا اور ان کے دیئے ہوئے بیان کو جاہلانہ فتویٰ کہا گیا، جس سے ان کی تنقیص ہوتی ہے، جب کہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''سید سنّی المذہب کی تعظیم لازم ہے، اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب ان سے تنفّر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفّر ہو، بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہونچے، جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص:۴۲۳)

سرکار اعلیٰ حضرت دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ، جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہوگیا۔ (ایضاً ص:۴۲۱) نیز حضرت حسینی میاں ایک باوقار عالم دین بھی ہیں اور عالم دین کی توہین کا حکم کیا ہے، وہ ندوی مصباحی جی فتاویٰ رضویہ میں پڑھ لیں۔

او۔ ھــــو...... معاف کیجئے گا، بصارت تو محفوظ ہی نہیں، کیسے پڑھیں گے!!...... خیر کسی سے پڑھوا کر سن لیں۔

میں ندوی مصباحی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سید صاحب کو بجائے 'جاہل'

یا 'مولوی' یا اس طرح کے دیگر کلمات کہنے کے انکے بیان سے متعلق پوچھا کیوں نہیں؟

سید حسینی صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ یقیناً شریعت کی روشنی میں دیا ہے، کیوں کہ حضرت سید حسینی میاں اہلسنّت کے ایک ذمہ دار عالم دین ہیں اور نہایت ذمہ دار۔ ان کے سامنے کچھ وجوہات ہوں گی جو چندہ دینے سے مانع ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ جس ادارے کے ذمہ دار افراد اپنی ساری کوشش کو مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ بریلی کے خلاف صرف کررہے ہیں اور اکابر کے مجمع علیہ فتویٰ کی تحریر اُتر دید کررہے ہیں، تو ایسے ادارے میں چندہ کس لیے دیا جائے؟؟

لیکن اس فتویٰ سے متعلق نہ پوچھنا اور اس کے خلاف لکھ مارنا یقیناً یہ ایک سنگین جرم اور ایک سید زادے اور باوقار سنّی عالم دین کی توہین ہے۔ اور اس کا انجام یٰسین ندوی مصباحی کو معلوم ہے اور اگر معلوم نہیں ہے تو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اور ان ایمان افروز اجلاس کو جو کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام منعقد کیے گئے جس میں جانشین حضور مفتی اعظم وارث علوم امام احمد رضا سرکار تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے خود شرکت کی، اسے اپنے خیال فاسد سے یٰسین ندوی مصباحی کہتے ہیں کہ یہ اشرفیہ کے خلاف منصوبہ بند اجلاس تھے، اس طرح کی خرافاتی تحریریں تحریر کرکے یہ سیدھا کس کی طرف اشارہ کررہے ہیں اور کس ذات کو نشانہ بنارہے ہیں یہ ہر ذی شعور سنّی سمجھتا ہے۔ ان ندوی مصباحی کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے ہر جلسے مخالفین مسلک اعلیٰ حضرت سے انی قوم کو آگاہ کرنے کے لیے ہی ہوتے ہیں۔

ایسے ندوی مصباحی کے خیال سے کون متفق ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں، اس فتنۂ اکبر کو انشاءاللہ بہت جلد اس کے آقاؤں کے حشر جیسا انجام بھگتنا پڑیگا۔

فتنہ انگیز ''عرفانِ مذہب ومسلک، طبع جدید'' میں موجود خرافاتی تحریروں کا ہم قسط وار آپریشن کریں گے۔ انتظار...... انتظار...... انتظار۔ ایسے نازک، پُرخطر اور سنگین حالات میں ربِّ قادر وقیوم، مسلمانانِ اہلِ سُنّت کو تخریب کارانہ ذہنیت اور تخریب پسند عناصر سے محفوظ ومامون رکھے اور فلاح سنیت وتحفظِ اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ اور ایسے فتنہ انگیزوں اور شریروں سے مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ آمین یا ربَّ

الْعَالَمِین ،بِجاہِ حَبِیْبِکَ وَنَبِیّکَ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالتَّسْلِیْم۔ حَسْبُنَااللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل ،نِعْمَ الْمَولیٰ وَنِعْمَ النَّصِیر۔ ومَاتوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہ۔ وھُوَ الْمُعِین وَالْمُسْتَعانُ وَعَلَیْہِ التُّکلان۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۳۷ کا) نواسۂ رسول حضرت امام حسن نے خلافت جیسے عظیم منصب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے کر دیا تو آپ اپنے فتوے واپس لے کر کیا انتشار سے بچ نہیں سکتے؟ کیا ماضی قریب کے کسی عالم کے اپنے فتوے سے رجوع کرنے کی کوئی مثال آپ کی نظر میں نہیں؟

مفتی صاحب کا اپنا ضابطہ

''حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک خاتون کا اختلاف'' ''اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اختلاف'' ''اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاضی شریح کا اختلاف''

جیسے عنوانات سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ چھوٹا بڑے سے اختلاف کرسکتا ہے تو آپ کی نظر سے یہ بات تو پوشیدہ نہ ہوگی کہ آپ کے فتوؤں پر جہاں بڑوں نے اختلاف کیا ہے وہیں پر چھوٹوں نے بھی اختلاف کیا ہے جو علم وعمل، فضل ومنصب کے لحاظ سے آپ سے چھوٹے ہیں لہٰذا آپ اپنے ہی ضابطہ کی روشنی میں بڑوں کی بات پر فتوے سے رجوع نہیں کرسکتے تو چھوٹوں کی بات پر اپنے فتوؤں سے رجوع کیجئے۔

اگر آپ کو اپنے لقب ''محقق مسائل جدیدہ'' کی وجہ سے اختلاف کرنے کی عادت پڑ گئی ہے تو صرف ''محقق مسائل'' ہی رہیے تا کہ اپنے کسی بھی فتوے سے اکابر سے اختلاف کی نوبت نہ آئے۔ بس اخیر میں یہ کہتے ہوئے اپنی بات ختم کروں گا کہ سینکڑوں علمائے کرام کے زبان وقلم کا احترام کرتے ہوئے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ کے لئے توبہ ورجوع کیجئے۔ آپ ایک مرکزی ادارے کے مفتی ہیں اس کا تو خیال کیجئے اور حافظ ملت کے مشن (مسلک اعلیٰ حضرت) کا تحفظ کیجئے۔ برائے کرم اپنے فتوؤں سے رجوع کیجئے ملت کو سرخرو کیجئے۔

اگر اب بھی اپنی جدت طبع سے باز نہ آئے تو بقول اعلیٰ امام اہلسنت عرض کریں گئے۔ ع

پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ، لٹ گئی سب کمائی کیوں؟

متفقہ فقہی احکام سے بار بار اختلاف مذہب و مسلک پر بار

اسلاف کی پیروی ہر مسلمان کیلئے ضروری

از: محمد کفیل رضوی، صاحب رائچور

صحابۂ کرام اور تابعین عظام کی حیات سے اتفاق اور اتحاد کا درس ملتا ہے اور اخلاق کی تعلیم بھی تصلب فی الدین کی تعلیم بھی ملتی ہے اور رحم و کرم کا درس بھی۔ بے شک وہ نفوس قدسیہ کی زندگی ہمارے لئے منارۂ ہدایت ہے۔

آج افسوس اس بات کا ہے کہ کچھ لوگ اسلاف کے واقعات بیان کر کے ایک پہلو کو ظاہر اور دوسرے پہلو کو دانستہ یا غیر دانستہ نظر انداز کرتے ہیں۔ جس کی مثال مفتی نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتاء و ناظم مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کا مضمون ہے۔

موصوف نے کنز الایمان جنوری ۲۰۱۴ء کے شمارے میں ''چھوڑ کے نغمۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں'' عنوان کے تحت صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین کا تذکرہ اور اس پر تبصرہ کیا ہے۔

پہلا واقعہ: ''حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک خاتون کا اختلاف'' کے تحت لکھتے ہیں:... ''حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب نے منبرِ رسول سے ایک دفعہ یہ فرمان جاری کیا۔

''اے لوگو! عورتوں کے مہر کو بڑھا بڑھا کر کیوں مقرر کرتے ہو۔ حالانکہ عہدِ رسالت و عہدِ صحابہ میں مہر چار سو درہم سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ اگر مہر زیادہ مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ و کرامت کی بات ہوتی تو آپ لوگ اس کرامت و فضیلت میں اصحابِ رسول پر سبقت نہیں لے جا پاتے''۔ پھر وہ منبرِ رسول سے آئے تو ایک قریشی خاتون نے ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع فرما دیا۔ کیا آپ نے اللہ عز و جل کا یہ ارشاد نہیں سُنا۔ ترجمہ: تم اسے (طلاق شدہ عورت کو مہر میں) مال کثیرہ دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ''اے اللہ ہر ایک عمر سے زیادہ فقیہ و سمجھدار ہے''۔ پھر ممبر رسول پر چڑھ کر یہ اعلان فرمایا کہ ''حضرات میں نے آپ لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کیا تھا اب آپ کو اختیار ہے جو شخص جتنا چاہے مہر مقرر کر سکتا ہے''۔ اب اس واقعے پر مفتی صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

''کہاں حضرت فاروق اعظم جیسا بارعب اور صاحبِ جلال امیر المومنین اور کہاں ایک عام خاتون نے ان کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے ان پر اعتراض کر دیا تو حضرت عمر نے اسے اپنی شانِ جلالت و فقاہت و امارت میں بے ادبی نہ سمجھا بلکہ اعتراض کی معقولیت کے آگے سرِ خم کرتے ہوئے فوراً اپنا بیان واپس لے لیا۔ کاش کہ یہ جذبۂ خیر آج بھی بیدار ہو جاتا''۔

مفتی صاحب نے پورے مضمون میں واقعات پر اسی طرح تبصرہ کیا ہے۔ مفتی صاحب بگمانِ خویش یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب ایک عورت حضرت عمر سے اختلاف کر سکتی ہے تو میں اکابر علماء سے اختلاف کیوں نہیں کر سکتا؟ میں بھی مسائل میں اختلاف کروں گا مجھے کچھ نہ کہا جائے۔ میرے فتوؤں سے اختلاف نہ کیا جائے۔ فوراً قبول کر لیا جائے۔ جب حضرت عمر ایک عورت کے اعتراض پار اپنا فرمان واپس لے سکتے ہیں تو دورِ حاضر کے اکابر علماء میرے فتوؤں پر کیوں گرفت کرتے ہیں؟ میں بھی اکابر علماء سے اختلاف کروں گا مجھے کچھ نہ کہا جائے، مائک کا مسئلہ ہو یا ٹائی کا، رویت ہلال کا مسئلہ ہو یا چلتی ٹرین پر نماز کے عدم اعادہ کا، ہر دو چار سال میں ایک مسئلہ پر فتویٰ دونگا اکابرین سے اختلاف کروں گا۔

مفتی صاحب نے جو واقعہ لکھا ہے اسی سے درس لیتے تو سارے اختلاف ختم ہو جاتے۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک عورت کے اعتراض پر اپنا فرمان واپس لے سکتے ہیں تو آپ اپنے فتوے واپس کیوں نہیں لے سکتے؟ جب خود کو آپ اصاغروں میں شمار کرتے ہیں تو سینکڑوں علماء و مفتیانِ کرام سے کیوں اختلاف کر رہے ہیں اکابرین کی روش پر چلنے کا جذبۂ خیر کیا آپ میں بیدار نہیں ہوا؟ فتویٰ واپس لینے میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ دین کا کیا نقصان ہے؟ اور اپنے فتوے پر اڑے رہنے میں آپ کا کیا فائدہ ہے؟ دین و مسلک کا کیا فائدہ ہے؟ اختلاف کرنا ہی آپ کو پسند ہے تو اسلاف کا حوالہ کیوں دیتے ہیں؟ جب چھوٹوں کی بات بڑوں کے ماننے پر اسرار ہے تو چھوٹوں کو بڑوں کی بات بدرجۂ اولیٰ ماننا چاہئے۔ اور بڑے بھی ایسے جو علم و عمل، فقہ و بصیرت، تقویٰ و طہارت ہر اعتبار سے بڑے۔ (باقی صفحہ ۳۶ پر)

دینی سیمینار، انجمن جامعہ حبیبیہ، الہٰ آباد

۱۶/۱۵ رجمادی آخرہ ۱۴۳۵ھ (حسب تقویم) مطابق ۱۶/۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء، بدھ، جمعرات بمقام: مہندی پیلیس، نزد گول پارک، اٹالہ، الہٰ آباد

بفیض روحانی: حضور مجاہدِ ملت، قائد اہلسنت، امام التارکین، علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی عباسی قادری رضوی قدس سرہٗ۔

زیر سرپرستی: جانشین مجاہد ملت، ماہرِ ہفت لسان، سلطان الاساتذہ، وحید الزماں حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ قادری رضوی حبیبی مدظلہ العالی، صدرالمدرسین جامعہ حبیبیہ، الہٰ آباد۔

:عناوین:

(۱) تحقیقاتِ رضویہ کے بالمقابل جدید تحقیقات میزانِ نقد پر (ٹیلی فونیک استفاضہ، چلتی ٹرین پر نماز)۔ (۲) امتِ مسلمہ پر تحقیقاتِ جدیدہ کے اثرات۔

(۳) تحقیقاتِ جدیدہ کے سبب جماعتی انتشار کا سدِ باب (کیوں اور کیسے)۔ ان عناوین کے علاوہ: مسلک اعلیٰ حضرت کے معنی کی تعیین۔

نظام: نشستِ اوّل: ۱۶ اپریل ۲۰۱۴ء بدھ: بعد نمازِ مغرب تا ۱۱ بجے شب۔

زیر صدارت: حضرت تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ، بریلی شریف۔

زیر نظامت:۔ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی، مفتی دار العلوم علیمیہ، جمد اشاہی۔

تلاوتِ قرآن شریف، نعتِ پاک اور خطبات کے بعد عنوان نمبر ۱ و ۲ پر بحث۔

نشست دوّم:۔ ۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء، جمعرات: ۸ بجے صبح تا ۱۲:۳۰ بجے دوپہر۔

زیر صدارت :۔ شہزادۂ صدر الشریعہ، نائب قاضی القضاۃ فی الہند، محدث کبیر، علامہ الحاج مفتی محمد ضیاء المصطفٰی صاحب قادری مدظلہم العالی گھوسی، مئو۔

زیر نظامت :۔ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی، مفتی دار العلوم علیمیہ، جمد اشاہی۔

بحث: عنوان نمبر ۳ اور مسلکِ اعلیٰحضرت کے معنی کی تعیین۔

:اجلاس عام:
برائے اعلان فیصلہ جات سیمینار

۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء، جمعرات: بعد نماز عشاء۔ بمقام: جامعہ حبیبیہ، الہٰ آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ شرعیہ بابت استفاضہ

بموقعہ دینی سیمینار منعقدہ ۱۵ رجمادی آخرہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۱۴ء بروز بدھ بعد نماز عشاء منجانب: انجمن جامعہ حبیبیہ، الہٰ آباد (یوپی) انڈیا

(۱) جملہ مندوبین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ دربارۂ ثبوت ہلال ٹیلیفون کے غیر معتبر ہونے کی علت پس پردہ آواز کا مسموع ہونا اور اشتباہ صوت ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹیلیفون کی خبر کے بارے میں فرمایا: ''ٹیلیفون کرنے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۲۸) (۲) جملہ مندوبین اس بات پر متفق ہیں کہ آج بھی وہ علت عدم اعتبار یعنی پس پردہ سے آواز کا سننا اور اشتباہ متحقق ہے بلکہ ماضی کی بہ نسبت آج جعل وتزویر اور اشتباہ صوت زیادہ ہے۔ (۳) مصطلحات ونصوص فقہاء اور استفاضہ کی مصرح تعریف میں تغیر وتبدیل یا تعمیم وتقیید کا حق آج کسی کو نہیں۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:۔ ''**العرف الذی تحمل علیہ الالفاظ انما ہو المقارن السابق دون**

المتأخر ولذاقالوا الاعبرة بالعرف الطاری اھ(الاشباہ مع الحموی ص ۲۸۲)'' (۴) تمام مندوبین نے باتفاق رائے یہ طے کیا کہ تحقیق استفاضہ کے لئے محض خبروں کا آنا ہی کافی نہیں بلکہ مخبرین کا آنا درکار ہے۔تعریف استفاضہ میں جملہ فقہائے ملت نے اس کی صراحت فرمائی ہے،جیسا کہ فتاویٰ رضویہ،فتاویٰ امجدیہ اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ (۵) استفاضہ فقہیہ بمنزلۂ خبر متواتر ہے۔ (۶) ٹیلیفون اور موبائل سے ملنے والی خبر کے متصل اور منقطع ہونے کے متعلق کافی بحث وتمحیص کے بعد باتفاق رائے طے ہوا کہ موبائل سے ملنے والی خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے۔ (۷) جملہ مندوبین اور شرکاء سیمینار نے باتفاق رائے طے کیا کہ ٹیلیفون اور موبائل سے خبر استفاضہ کا تحقق نہیں ہوسکتا۔فتاویٰ امجدیہ میں ہے:''ان خبروں کو نہ شہادت شمار کیا جاسکتا ہے،نہ ان کو استفاضہ میں داخل کیا جاسکتا ہے۔(فتاویٰ امجدیہ ص۲۹۴)''

دور حاضر کے نامور عالم حضرت مفتی عبدالمنان عزیزی مصباحی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''جولوگ ایک شہر سے دوسرے شہر میں آئے ہوئے کثیر التعداد فونوں کو خبر مستفیض قرار دیتے ہیں،شاید خبر مستفیض کی تعریف کے اس ضروری نکتے کو بھول جاتے ہیں کہ استفاضہ کے لئے مقام رویت سے متعدد جماعتوں کا آکر متفقہ بیان دینا ضروری ہے جبکہ ٹیلیفون کی صورت میں اجتماع صرف خبروں کا ہوتا ہے،مخبرین تو سب اپنے اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہیں تو اس خبر میں شہادت بلکہ تواتر یا استفاضہ کی صورت کیسے پیدا ہوگی،یہ ایک مجرد خبر ہے۔''(فتاویٰ بحرالعلوم ج ۲ ص ۲۴۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

بابت فیصلہ جات چلتی ٹرین پر نماز

بموقعہ دینی سیمینار منعقدہ ۱۶ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات

(۱) جملہ فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب اور ملحق بالواجب کی عدم صحت کی علت استقرار علی الارض کی شرط کا نہ پایا جانا ہے اور یہ علت آج بھی متحقق ہے۔

(۲) مسئلہ دائرہ میں اعادۂ صلوٰۃ کا حکم منع من جہۃ العباد کی بنیاد پر ہے،کیونکہ ریل نہ روکنے میں عذر قانون حکومت ہے اور قانون ارباب حکومت نے اختیار ہی سے وضع کئے اور اپنے اختیار سے نافذ کئے اور بعد نفاذ انہیں ختم کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے جیسا کہ اہل علم پر واضح ہے۔

(۳) باتفاق رائے طے ہوا کہ جس عذر میں بندے کے کسب واختیار کا کچھ دخل نہ ہو اسے منع من جہۃ اللہ کہا جاتا ہے اور جس میں بندے کے کسب واختیار کا کچھ دخل ہو اسے منع من جہۃ العباد کہا جاتا ہے۔

ثم العوارض "المتعرضة علی الاھلیة "نوعان سماویة اذلم یکن العبد فیھا اختیار واکتساب (توضیح تلویح صفحہ ۶۴۷) **والعوارض المکتبة ای التی یکون لکسب العباد مدخل فیھا** (۶۴۷)

(۴) جملہ مندوبین اس امر پر متفق ہیں کہ ٹرین کا نماز کے لئے نہ روکنا عذر من جہۃ العباد ہے۔

(۵) منع من جہۃ العباد کے تحقق کے لئے خاص اس معاملہ میں ممانعت درکار نہیں بلکہ اگر عام ممانعت متحقق ہو تو بھی منع من جہۃ العباد ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں مندرج اس مسئلے سے واضح ہے۔

''ریل میں ہے اور اس درجہ میں پانی نہیں اور دروازہ بند ہے تیمم کرے **لانہ کالمحبوس فی معنی العجز** مگر جب پانی پائے طہارت کر کے نماز پھیرے **لان المانع من جھة العباد۔**''(فتاویٰ رضویہ ص ۶۱۴)

(۶) بحث وتمحیص کے بعد جملہ محققین اور شرکاء سیمینار نے باتفاق رائے طے کیا کہ صحت صلوٰۃ کے لئے استقرار علی الارض شرط اجماعی ہے اور جو حکم کسی امر اجماعی پر متفرع ہو وہ بھی اجماعی ہوتا ہے۔لہٰذا خرق اجماع بمعنی مصطلح معروف لیا جائے یا بمعنی خلاف اتفاق علماء اہلسنت لیا جائے دونوں درست ہیں جیسا کہ درج ذیل عبارات سے واضح ہے۔

''**فیه دلیل علی ان المکتوبه لا تجوز الیٰ غیر القبلة ولا علیٰ الدابة وھذامجمع علیه**''(حاشیہ نووی ج۱ ص۲۴۴)

اور درمختار میں ہے والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع'

(۷) جملہ مندوبین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ بعض حضرات نے فتاویٰ رضویہ کی عبارت کا جو مفہوم مخالف نکالا وہ مفہوم مخالف نہیں بلکہ اس کا صریح مفہوم یہ ہے کہ انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے نہ روکنا اور نماز کے لئے روکنا یہ بندوں کے اختیار سے ہے۔

(۸) مفہوم مخالف کے معتبر اور غیر ہونے کے سلسلے میں باتفاق رائے طے ہوا کہ کلام فقہاء میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے مگر جب مفہوم مخالف خلاف واقع ہو یا صریح ثابت کے معارض ہو یا فقہائے معتمدین کے جزم کے خلاف تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔جیسا کہ درج ذیل سے واضح ہوتا ہے۔

''شرح عقود رسم المفتی میں ہے:

لایصح اقتداء رجل بصبی (ردالمحتار ص ۴۲۷)

اس پر امام اہلسنت نے فرمایا:

''**ھذا یقتضی بمفھومہ جواز اقتداء المرأۃ البالغۃ بصبی وھو غیر الواقع قطعا**''(جدالممتارج اص ۲۷۵)

باتفاق رائے طے ہوا کہ فتاویٰ رضویہ کی متدل بہا عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے:

''انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکنا اور نماز کے لئے نہ روکنا یہ سب محکمۂ ریلوے کے اختیار سے ہے تو نماز کے لئے نہ روکنا منع من جہۃ العباد ہوا۔اس کے ہوتے ہوئے مفہوم مخالف کا اعتبار کر کے فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔

(۹) تمام شرکائے سیمینار اس بات پر متفق ہیں کہ ریلوے نظام الاوقات بنانے میں جس طرح پرائیویٹ کمپنیاں خود مختار تھیں اسی طرح آج جمہوری حکومت میں محکمۂ ریلوے بھی اس نظام کو بنانے،نافذ کرنے بلکہ ترمیم و تنسیخ کرنے میں خود مختار ہیں۔

(۱۰) تمام مندبین نے باتفاق رائے طے کیا کہ مسئلہ ریل کا الحاق قافلہ ذھاب قافلہ سے کرنا یا اسے نظیر بنانا درست نہیں ہے۔دونوں میں متعدد فرق ہیں۔

(۱) ریل اگر رک جائے تو مثل تخت ہوگی،نماز کے لئے اس سے اترنے کی ضرورت نہیں جبکہ سواری ہی نہیں بلکہ اگر پورا قافلہ رک جائے پھر بھی سواری مثل تخت نہیں ہوگی ۔نماز کے لئے اس سے اترنا ہی ہوگا۔

(۲) قافلہ کسی آدمی کو شرط صحت صلاۃ یعنی استقرار علی الارض کے حصول سے نہ مانع ہے نہ محصل ہے۔اگر قافلہ چلتا رہے نمازی اتر پڑے تو استقرار حاصل اور قافلہ ٹھہر جائے اور نمازی نہ ٹھہرے یا ٹھہرے مگر سواری سے نہ اترے تو استقرار حاصل نہیں ہے۔

(۱۱) جانور کی سواری کی صورت میں استقرار علی الارض کی شرط حاصل ہو جانے کیلئے اگر نمازی اترنا چاہے تو قافلہ مانع نہیں آتا،وہ شخص اپنی سواری روک کر خود اتر سکتا ہے ۔لہٰذا یہاں منع من جہۃ العباد ہوا پھر جب وہ اترنے کا تصور کرے گا تو تنہا ہو جانے کی صورت میں جان و مال جانے کا خوف لاحق ہوگا،یہ خوف من جانب اللہ پیدا ہوا،اس لئے منع من جہۃ العباد نہیں بلکہ منع من جہۃ اللہ ہوا۔

فیصلہ بابت تحقیقات جدیدہ کے امت مسلمہ پر اثرات

جملہ مندوبین و محققین اور مشائخ عظام نے باتفاق رائے طے کیا کہ جو مسائل عصر حاضر کی پیداوار ہیں اور مفتیان کرام نے ان کو اقوال ائمۂ دین کی روشنی میں حل کیا اور تحقیقات پیش کیں،ان کے مفید اور اچھے اثرات ظاہر ہیں،مگر جن مسائل میں مجدد دین وملت امام اہلسنت اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ اور دیگر فقہائے معتمدین کے خلاف بلا اسباب تغیر تحقیقات پیش کی گئیں۔ان کے اثرات مفید ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئے اور امت انتشار کا شکار ہوئی۔ان حالات کے پیش نظر یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جدید تحقیق کے نام پر اسلاف بیزاری اور اسلاف کے پاکیزہ افکار سے امت کے حق میں برے نتائج کے مرتب ہونے کا موجب ہے۔

معنیٰ ''مسلک اعلیٰ حضرت''

جملہ مندبین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیفِ اعلیٰ حضرت ہیں۔ان سے انحراف کی

اجازت نہیں دی جائے گی سوائے اس صورت کے جب کہ فروعِ فقہیہ میں سے کسی مسئلے میں حکم کی تبدیلی کے لئے معتمدِ عصر اساطینِ مسلکِ اعلیٰحضرت کے روبرو تحققِ ضرورت یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقِ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کی صحت کو ثابت کر دیا جائے۔

بسمہ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد کے دینی وفقہی سیمینار منعقدہ مؤرخہ ۱۵/۱۶/ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمٰن صاحب اوران کے رفقائے ادارہ کے حسنِ انتظام میں قابلِ تحسین وآفریں پائے اور سیمینار کی تمام نشستیں نہایت سنجدگی کے ساتھ اپنے نتائج تک پہنچیں۔ موبائل اور فون کو امر ہلال میں نا قابل اعتبار قرار دیا گیا اور اس کے ذریعہ استفاضہ کا تحقق بھی خلافِ شرع ثابت کیا گیا۔ ساتھ ہی چلتی ٹرین پر فرض وواجب اور ملحق بہ واجب نمازیں غیر صحیح ہونے پر فیصلہ ہوا اور تمام فیصلے دلائل وبراہین اور بحث تام کے بعد صادر ہوئے اور یہ بھی طے ہوا کہ چند سیمیناروں کے فیصلوں سے امت میں انتشار واقع ہو رہا ہے اس کے سید باب کی تدبیریں اختیار کی جائیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت اور تحقیقاتِ اعلیٰ حضرت کا پابند بنائے۔ واللہ المستعان وھو الھادی الیٰ سواء السبیل۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

بسمہ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی وعلی رسولہ الکریم

امابعد:

الجامعۃ الحبیبیہ الہٰ آباد کی جانب سے دوروزہ منعقدہ سیمینار ۱۶/۱۷/ر اپریل ۲۰۱۴ء کو تمام تر کامیابیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ یہ علامہ مولانا الحاج عاشق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ انہوں نے وقت کے بہت ہی اہم عناوین پر حضرات مفتیان کرام کو دعوت پیش فرمایا۔ بہت کافی مندوبین کرام تشریف لائے۔ سارے عناوین پر بہت اچھے طریقے سے حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند دامت برکاتہم القدسیہ وحضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ () کی موجودگی میں () اور منتظمین کے انتظامات بہت اچھے رہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہم جملہ حضرات کو دارین کی برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط: شبیر حسن رضوی

فقیر مضمون بالا کی تصدیق وتائید کرتا ہوں۔ شفیق احمد شریفی قاضی شہر، الہٰ آباد۔

میں بھی حضرت مولانا شبیر صاحب ومولانا شفیق صاحب قبلہ کا اس معاملہ میں ہم زبان ہوں۔ فقط: بہاء المصطفیٰ قادری۔ جامعۃ الرضا بریلی شریف۔

بسمہٖ وحمدہٖ

انجمن ''جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد'' کے سیمینار کا اجمالی تعارف اور نتائج

منعقدہ ۱۶/۱۷/ر اپریل ۲۰۱۴ء بروز چہارشنبہ، پنجشنبہ۔

محترم حضرات!

کبھی شخصیت سے ادارہ پہچانا جاتا ہے، اور کبھی ادارہ کی کارکردگی سے شخصیتیں متعارف ہوتی ہیں۔ انجمن جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد میں دونوں کا سنگم ہے۔ یعنی یہاں دونوں کلیہ کا انطباق بدرجۂ اتم موجود ہے۔ انجمن جامعہ حبیبیہ کے بانی، سلطان التارکین سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ ہیں۔ انہی کی ذات قدسی صفات سے ادارہ متعارف ہے۔ اور انہی کی ظاہری وباطنی توجہات کیوجہ سے انجمن جامعہ حبیبیہ آج بھی ہندوستان کے فعال ومتحرک اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان کی حیثیت سے آفتاب نصف

النہار کی طرح چمک رہا ہے۔

اور دوسرے کلیہ کا وجود اس طور پر کہ سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دینی ومسلکی کا زیائے نمایاں انجام دینے کیلئے ایک ایسی ذات بابرکات کو اپنا علمی وارث اورت جانشین بنا کر وصال فرمایا، جو اپنے عصر کا امام المتکلمین عمدۃ المحققین ، وحید الزماں ،فرید العصر کے خطابات علیا سے معروف ومشہور ہیں۔اور آج علم وفضل کا ایک عظیم طبقہ اس علمی کوہ گراں کا فدائی ،اور ان کی تحقیق وتدقیق کا شیدائی ہے۔وہ جہان علم وفن کے ایسے فولاد ہیں کہ ان کا نام سنتے ہیں اغیار کا کلیجہ منہ کو آتا ہے،وہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک داعی،ملت اسلامیہ کا سرفروش مجاہد، سرکار مجاہد ملت کا سرچشمہ علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی ہیں۔جو اپنے سیمینار کو کامیاب بنانے میں بائیس سالہ جوان پر بازی لگائے دیکھے جارہے تھے۔لیکن اس کے باوجود وہ اپنی سادگی میں تحفظ مسلک کی خاطر سرکار مجاہد ملت کے مکمل عکس جمیل معلوم ہورہے تھے۔

اور حضرت موصوف کے دست وباز و''ایک نورانی رنگ والا نوجوان'' جو بظاہر دیکھنے میں بچہ معلوم ہوتا تھا۔لیکن سیمینار کو کامیاب بنانے میں ان کا انہاک ،انصرام ،اور طرز وطریق درجنوں اطفال کے پدر بزرگوار کیطرح تجربہ کار محسوس ہو رہا تھا۔چونکہ انہوں نے ہی علامہ عاشق الرحمٰن صاحب کے حکم کے مطابق ،علماء کرام ،مفتیان اعلام اور مشائخ ذوی الاحترام سے مسلسل رابطے قائم کررکھا تھا۔اور چند افراد کے علاوہ سبھی حضرات سیمینار میں شرکت پر لبیک کہتے ہوئے تشریف لاچکے تھے۔اسی لئے مسرت وفرحت سے سرشار ہو کر سیمینار کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا،سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کے صدقہ میں ،ان کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا مفتی غلام جیلانی صاحب قبلہ ہیں۔اور انہی کے ہمدم وہمقدم سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض وبرکات لئے ہوئے ایک حسین چہرہ مفتی ابوبکر مصباحی صاحب کا تھا۔اور ان کے علاوہ خصوصی طور پر حضرت مولانا حافظ شمیم صاحب حبیبی قبلہ مدظلہ،حضرت مولانا عبدالواحد حبیبی،حضرت مولانا حاجی شریف صاحب حبیبی قبلہ،اور جامعہ کے جملہ اساتذہ کرام، متخصصین طلبہ اور اراکین وعہدیداران سیمینار کو کامیاب بنانے کیلئے ہمہ تن مصروف رہے۔رب قدیر متعال جل جلالہ نے''**السعی منی والا تمام من اللہ** ''کے تحت وہ فوز مبین عطا فرمایا کہ درجنوں شرکاء کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ہم لوگ اکثر سیمیناروں میں شرکت کرتے ہیں،مگر کئی برسوں کے بعد ہندوستان میں اگر کوئی سیمینار زبردست کامیاب ہوا ہے تو وہ حصہ انجمن جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد کے سیمینار کا ہے۔**سبحان اللہ ،ماشاء اللہ**۔

اور اس سیمینار کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی کہ دنیائے سنیت کی وہ عبقری ذات جو خاندانی فقیہ ہیں،فطرت فقہ پر پیدا کئے گئے ہیں جن کا ایک ایک جملہ تفقہ فی الدین کا آئینہ دار ہوتا ہے۔اور فرمان کے وقت ایسا محسوس ہوتا کہ ان کی زبان پر امام اہلسنت کا فقہ بول رہا ہے۔یا یوں کہہ لیجئے کہ ان کے قلب پر سرکار مفتی اعظم ہند القاء کررہے ہیں۔اور حجۃ الاسلام ان کی قوۃ متصرفہ میں جولانیت کے پھول کھلا رہے ہیں۔اور یہ سارا تصرف درحقیقت سیدنا غوث صمدانی محبوب لاثانی ،شہنشاہ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فیضان پاک کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔وہ امام العباقر،رئیس الافاخر،تاجدار شریعت وطریقت، جانشین مفتی اعظم حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔جو از اول تا آخر نشستوں کی زینت بنے ہوئے تھے۔اور مفتیان کرام کے مابین بحث وتمحیص کو بغور ساعت فرمارہے تھے۔اور اپنا دوٹوک فیصلہ آخر میں صاف فرمادیتے تھے۔ساتھ ہی ساتھ علم وفضل کا وہ چمکتا آفتاب جنہیں جانشین صدر الشریعہ،محدث کبیر کہتے ہیں۔وہ بھی اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ از اول تا آخر رونق بزم تھے۔اور مفتیان کرام کو موقع بموقع ہدایات فرماتے جاتے تھے۔اور ان کے علاوہ گل گلزار سیادت حضرت سید گلزار میاں قبلہ ،شہزادۂ تاج الشریعہ، داماد تاج الشریعہ بھی موضوعات متعینہ کے نوک وپلک پر نظر عمیق ڈال کر ابحاث میں حصے لے رہے تھے۔ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا روحانی طور پر تصورات کی دنیا میں لاحجر فی التصورات کے تحت''امام اعظم بوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم وارضاہ عنا کی بزم علم سجی ہو''اور ان کے تلامذۂ کرام اپنے ناخن تدبیر سے مسائل شرعیہ کے زلف برہم کو سنوار رہے ہوں،اور تاجور کشور فقہ کا فیضان علمی موسلا دھار بارش کیطرح جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد کے دینی فقہی سیمینار پر برس رہا ہو۔مولائے کریم کارساز مالک مخلصین علمائے اہل سنن کا سایہ عاطفت باری باری صبح قیامت تک قائم رکھے۔آمین ثم آمین۔

کتبہ :فقیر ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

الختصر یہ کہ ۱۷؍اپریل ۲۰۱۴ء بروز پنجشنبہ شام چار بجکر پندرہ منٹ پر سیمینار میں متعینہ عنوانات کے فیصلے پر اتفاق ہوجانے کے بعد درج ذیل نتائج منقح ہو کر قوم مسلم کو صراط مستقیم پر چلنے کی راہ ہموار کردی گئی۔

مشائخ کرام

(۱)حضور تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند،حضرت علامہ الحاج مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ۔

(۲)حضور شہزادۂ صدر الشریعہ، نائب قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت علامہ الحاج مفتی ضیاء المصطفٰے صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی۔

(۳) حضور جانشین، مجاہد ملت، ماہرہفت لسان، وحید الزماں، حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی۔

(۴) حضور گل گلزار واسطیت، حضرت علامہ الحاج سید گلزار میاں صاحب قبلہ اسماعیلی واسطی، سجادہ نشین درگاہ مسولی شریف۔

(۵) حضور جامع معقول ومنقول حضرت علامہ الحاج مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ، الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد۔

مقالہ نگار حضرات

(۶) حضرت مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب قبلہ، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

(۷) حضرت مفتی کوثر حسن صاحب قبلہ، دارالعلوم نوری، نوری نگر، گدرہوا، بلرامپور (یوپی)

(۸) حضرت مفتی شہاب الدین احمد نوری، دارالعلوم فیض الرسول، براؤں شریف، سدھارتھ نگر (یوپی)

(۹) حضرت مفتی قاضی فضل رسول مصباحی، دارالعلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم، برگدہی، مہراج گنج (یوپی)

(۱۰) حضرت مفتی فضل احمد مصباحی، دارالعلوم ضیاء العلوم بنارس (یوپی)

(۱۱) حضرت مفتی انور نظامی مصباحی، مدرسہ فیض النبی، لگھرا، ہزاری باغ (سیمینار میں شریک نہ ہوسکے)

(۱۲) حضرت مفتی ناظر اشرف قادری، دارالعلوم اعلیٰ حضرت، رضا نگر، کلمنا (ناگپور)

(۱۳) حضرت مفتی محبّ شاہد علی مصباحی، دارالافتاء المرکز الاسلامی، دارالفکر، بہرائچ شریف (یوپی)

(۱۴) حضرت مفتی رفیق الاسلام صاحب رضوی، جامعہ غوثیہ شکوریہ، بلہور، کانپور (یوپی)

(۱۵) حضرت مفتی عبد السلام رضوی مصباحی، جامعہ انوار العلوم تلسی پور۔

(۱۶) حضرت مفتی شفیق احمد شریفی صاحب، بانی دارالعلوم افضل المدارس، کریلا باغ الہٰ آباد (یوپی)

(۱۷) حضرت مفتی احمد رضا رضوی، دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام، امرڈوبھا، کبیر نگر (یوپی)

(۱۸) حضرت مفتی شمشاد حسین رضوی، پرنسپل مدرسہ شمس العلوم، گھنٹہ گھر، بدایوں (یوپی)

(۱۹) حضرت مفتی رضوان احمد شریفی، بانی الجامعۃ البرکاتیہ، گھوسی، مئو (یوپی)

(۲۰) حضرت مفتی محمد خوشنود عالم رضوی، دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد (یوپی)

(۲۱) حضرت مفتی ابوبکر صاحب مصباحی، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد (یوپی)

(۲۲) حضرت مفتی غلام جیلانی نوری نیپالی، 〃 〃 〃

(۲۳) حضرت مفتی شمیم عالم حبیبی، جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم، چھوٹی تکیہ، بہرائچ شریف (یوپی)

(۲۴) حضرت مفتی محمد رفیق عالم رضوی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف (یوپی) (سیمینار میں شریک نہ ہوسکے)

(۲۵) حضرت مفتی جمال مصطفٰے قادری، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو (یوپی) (سیمینار میں شریک نہ ہوسکے)

(۲۶) حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن رضوی، دارالافتاء، محلّہ سوداگران، بریلی شریف (یوپی) (سیمینار میں شریک نہ ہوسکے)

(۲۷) حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نوری، دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد (یوپی)

(۲۸) حضرت مولانا ابو سفیان صاحب، دارالعلوم غریب نواز، الہٰ آباد (یوپی)

غیر مقالہ نگار حضرات

(۲۹) شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں قادری مدظلہ، بریلی شریف (یوپی)

(۳۰) حضرت علامہ بہاء المصطفٰے صاحب قبلہ، شیخ الحدیث، جامعۃ الرضا، بریلی شریف (یوپی)

(۳۱)حضرت علامہ غلام یٰسین صاحب قاضی شہر، بنارس (یوپی)

(۳۲)حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب ،دارالعلوم فضل رحمانیہ ،بجیڑوا، بلرامپور(یوپی)

(۳۳)حضرت مفتی عزیز عالم ،صدر المدرسین دارالعلوم تدریس الاسلام ،سنت کبیر نگر(یوپی)

(۳۴)حضرت ،مفتی شعیب رضا صاحب ،مرکزی دارالافتاء ، بریلی شریف(یوپی)

(۳۵)حضرت مفتی مظفر حسین ،صدر مفتی مرکزی ، دارالافتاء ، بریلی شریف (یوپی)

(۳۶)حضرت مفتی ولی محمد صاحب، باسنی، ناگور شریف (راجستھان)

(۳۷)حضرت مفتی عالمگیر صاحب ،دارالعلوم اسحاقیہ ،جودھپور (راجستھان)

(۳۸)حضرت مفتی ابوالحسن، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مؤ(یوپی)

(۳۹)حضرت مفتی انور علی قادری، ھبلی (کرناٹک)

(۴۰)حضرت مفتی جمال الدین نوری، اترولہ، بلرامپور(یوپی)

(۴۱)حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب نوری حبیبی ،استاذ جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۴۲)حضرت مولانا محبوب رضا صاحب بدر القادری ،دارالعلوم رضائے مصطفٰی ،بھنڈارا(مہاراشٹرا)

(۴۳)حضرت مولانا ڈاکٹرامجد رضا صاحب، ادارۂ شرعیہ، پٹنہ(بہار)

(۴۴)حضرت مولانا سید محسن رضا منہاجی مصباحی ،جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۴۵)حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب مدیر اعلیٰ ''پیغام رضا'' ممبئی

(۴۶)حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب بدایوں(یوپی)

(۴۷)حضرت مولانا محمد عبد الواحد صاحب رضوی ، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد (یوپی)

(۴۸)حضرت مولانا غلام مصطفٰی نجم القادری صاحب

(۴۹)حضرت مولانا قمرالزماں صاحب مصباحی

(۵۰)حضرت مولانا مستقیم رضوی، ناگپور(مہاراشٹرا)

(۵۱)حضرت مولانا معتبر امام صاحب، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۵۲)حضرت مولانا غلام حسین مصباحی مبارکپور، اعظم گڑھ(یوپی)

(۵۳)حضرت مولانا صدام حسین حبیبی، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۵۴)حضرت مولانا ایوب قادری، جمداشاہی (یوپی)

(۵۵)حضرت مولانا امام الدین قادری ازہر مدرسہ حضرت امام حسین مصرولی بازار، کشی نگر(یوپی)

(۵۶)حضرت مولانا قاری محمد فاروق صاحب ،جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۵۷)حضرت مولانا مرتضٰی خان رضوی ،الجامعۃ الاسلامیہ روناہی ،فیض آباد(یوپی)

(۵۸)حضرت مولانا حبیب خاں رضوی، ناگور(راجستھان)

(۵۹)حضرت مولانا انیس عالم سیوانی، امام احمد رضا فاؤنڈیشن (لکھنؤ)

(۶۰)حضرت مولانا محمد عالم رضا نوری قاضی شہر کانپور(یوپی)

(۶۱)حضرت حافظ وقاری احسان صاحب، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۶۲)حضرت مولانا محمد قاسم رضا امجدی کانپور(یوپی)

(۶۳)حضرت مولانا مفتی محمد زاہد علی صاحب مدرسہ سراج العلوم، اربھاری الہٰ آباد(یوپی)

(۶۴)حضرت علامہ مفتی محمد علی جناح صاحب حبیبی، گوجیدرہ(اڑیسہ)

(۶۵)حضرت مولانا حافظ وقاری شمیم اختر حبیبی، آڈمیٹرانجلن ، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۶۶)حضرت مولانا حسن صاحب عاشقی، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۶۷)حضرت مولانا امجد علی صاحب عاشقی، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۶۸)حضرت مولانا عالم رضا صاحب، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

(۶۹)حضرت مولانا معان رضا صاحب، جامعہ حبیبیہ الہٰ آباد(یوپی)

نوٹ: تذکرہ بالا افراد کے علاوہ شہر واطراف کے بہت سے ذی علم وامتعداد علماء کرام بھی شریک سیمینار تھے۔

☆☆☆☆☆

استفتاء

حضرات علماء کرام کی خدمات عالیہ میں ضروری اہم استفتاء۔ علماء کرام بلاخوف لومۃ لائم خالص خدائے تعالیٰ کی رضا کے لئے حکم شرع بیان کریں ورنہ عنداللہ جوابدہ ہونگے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:.........

ایک کتاب جس کا نام ''رسائل عطاریہ، احکام غسل وضو اور نماز'' جس کے مؤلف نام نہاد دعوت اسلامی کے امیر جناب الیاس صاحب عطار ہیں۔ ناشر مکتبۃ المدینہ ۴۲۱ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی نمبر ۶ راس ذکر کی ہوئی کتاب کے صفحہ ۹ ر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔:.......

(۱) ''چالیس متفرق مدنی پھول:۔(۱) پیشاب، پاخانہ، ودی، مذی، منی، کیڑا یا پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں تو وضو جاتا رہے گا''۔

زید یہ کہتا ہے کہ ان وضو توڑنے والی نجاستوں کو مدنی پھول کہنا، مدینہ طیبہ کی سخت توہین ہے اور مدینہ طیبہ کی عظمت کو گھٹانا ہے۔ جبکہ سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے سید العالمین کے روضۂ انور کو کعبے کا کعبہ بتاتے ہوئے گزرگاہِ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مثلاً مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، بدر شریف، احد شریف، حنین شریف، طائف شریف وعلیٰ ہٰذا القیاس کی عظمت کے گیت اس طرح گائے۔ ؎

کھائی قرآں نے خاک گذر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس ''رسائل عطاریہ'' کی مذکورہ عبارت سے مدینۂ طیبہ کی توہین وبے حرمتی وبے ادبی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو توہین کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔ اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔ کیا اس میں شرعی تاویل ہے؟ یا ہو سکتی ہے؟

(۲) بفرض غلط اس کتاب رسائل عطاریہ مذکورہ کو پڑھنے کے بعد کوئی شخص خواہ مرد ہو یا عورت، رفع حاجت کے لئے استنجا خانہ میں ہو اور دروازہ کھٹکھٹانے والے سے یوں کہے ٹھہرو! معاذ اللہ میں ابھی مدنی پھول کر رہا ہوں۔ معاذ اللہ شہوت کے ساتھ اخراجِ مذی پر کوئی یوں کہے کہ مدنی پھول سے میرا وضو ٹوٹ گیا۔ کپڑے ناپاک ہوگئے یا کوئی شخص باہوش وحواس اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتے وقت یوں کہے کہ معاذ اللہ مدنی پھول نکل رہا ہے یا ہوا نکلتے وقت کوئی معاذ اللہ یوں کہے مدنی پھول نکل جائے تو پیٹ ہلکا ہو جائے۔ ان مذکورہ توہین آمیز لفظوں کے کہنے یا کہلوانے پر کیا شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ کرم فرما کر بیان فرمائیں!۔

(۳) اگر ان باتوں کے کہنے میں مذکورہ کتاب چالیس متفرق مدنی پھول کی سرخی کے ساتھ جن نواقض وضو اور نجاستوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ معاذ اللہ مدینہ طیبہ کی توہین نہ ہو تو کائی اَن پڑھ یا حاسد وبے ادب اس کتاب کو دیکھ کر پڑھ کر یہ سرخی لگا دے کہ معاذ اللہ چالیس متفرق چشتی پھول یا معاذ اللہ چالیس متفرق قادری پھول، چالیس متفرق نقشبندی پھول، چالیس متفرق سہروردی پھول، چالیس متفرق رضوی پھول، چالیس متفرق برکاتی پھول، چالیس متفرق اشرفی پھول، چالیس متفرق حشمتی پھول، وارثی پھول، نیازی پھول، مصباحی پھول، عزیزی پھول، ازہری پھول، نظامی پھول، صابری پھول، یا ابو العالی پھول، وغیرہ وغیرہ، چالیس متفرق بریلوی، اجمیری، کچھوچھوی، کلیری، سرہندی، پیلی بھیتی، مارہروی، کالپوی پھول، بلگرامی پھول، گلبرگوی، پھول وغیرہ وغیرہ۔ ان مبارک سلاسل طیبہ اور مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ ان نواقص اور نجاستوں کا اسی نام نہاد دعوتِ اسلامی کے طور پر لکھے تو اس میں ان سلاسل طیبہ اور مقاماتِ مقدسہ کی توہین ہوگی یا نہیں؟

یا نام نہاد دعوت اسلامی کی توہین چالیس متفرق عطاری پھول، پیشاب، پاخانہ، ودی، مذی، منی، کیڑا یا پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں

تو وضو جاتا رہے گا۔ لکھنے سے عطاریوں کی توہین ہوگی یا نہیں؟ جبکہ توہین کا مدار عرف پر ہے۔

(۴) یا ان نجاستوں یعنی نواقضِ وضو کو معاذ اللہ مدنی پھول کہنا کہلوانا ازروئے شرع مدینہ طیبہ کی توہین و بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگوں کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ جبکہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعظیم وادب کا یہ سبق اپنے غلاموں کو دیتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد نمبر ۲۱ر کے صفحہ ۴۱۵ و ۴۱۶ پر یہ ارشادات آفتابِ نیم روز سے زیادہ روشن وتابناک ہیں۔ (بدر الانوار فی آداب الآثار)

''تصریحات ائمہ سے معلوم ہوگیا کہ تعظیم کیلئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خالص سند، بلکہ صرف نام پاک سے اسی شئی کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔:...''اِنْ یَّکُ کَاذِباً فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقاً یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِی یَعِدُکُمْ'' (ترجمہ) ''اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے''۔ اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا۔ مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق''۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تحریک وجماعت کو کیا کہا جائے؟ کھلا کافر یا چھپا منافق؟۔ مثلاً اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ر پر یہ گستاخانہ عبارت بھی دیکھ لیں۔

اکثر عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ بچہ جننے کے بعد عورت چالیس دن تک لازمی طور پر ناپاک رہتی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ برائے مدینہ! نفاس کی ضروری وضاحت پڑھ لیجئے''۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(۵) اور اسی طرح گھناؤنی توہین آمیز عبارتوں سے اس تحریک پاکستان نام نہاد دعوتِ اسلامی کے کتب ورسائل بھرے ہوئے ہیں۔ صفحہ ۲۸ر کی عبارت دیکھ لیں۔

معاذ اللہ ''احتلام کے پانچ ضروری احکام مدینہ''۔

مدینہ (۱) منی.....مدینہ (۲) منی پتلی.......مدینہ (۳) احتلام.......مدینہ (۴) شہوت........مدینہ (۵) اپنے ہاتھوں سے مادہ خارج کرنا........ وغیرہ۔

بینوا بالکتاب متوجروا یوم الحساب۔

المستفتیان

(۱) سید فرید الحس چشتی، گدی نشین درگاہ معلیٰ اجمیر شریف۔

(۲) مرزا یوسف نقشبندی

(۳) محمد اعظم ازہری

(۴) محمد غلام دستگیر حبیبی

(۵) رومی احمد رضا شافعی ازہری

(٦) محمد عثمان نوری

مؤرخہ ۹ رمئی ۲۰۱۴ء بروز جمعۃ المبارکہ ۹ ر رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

☆☆☆